MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

لاہور

جلد نمبر 23

شمارہ نمبر 03

جولائی 2022ء، ذوالحجہ 1443ھ

WWW.MIRRAT.COM

ذوالنورین نمبر

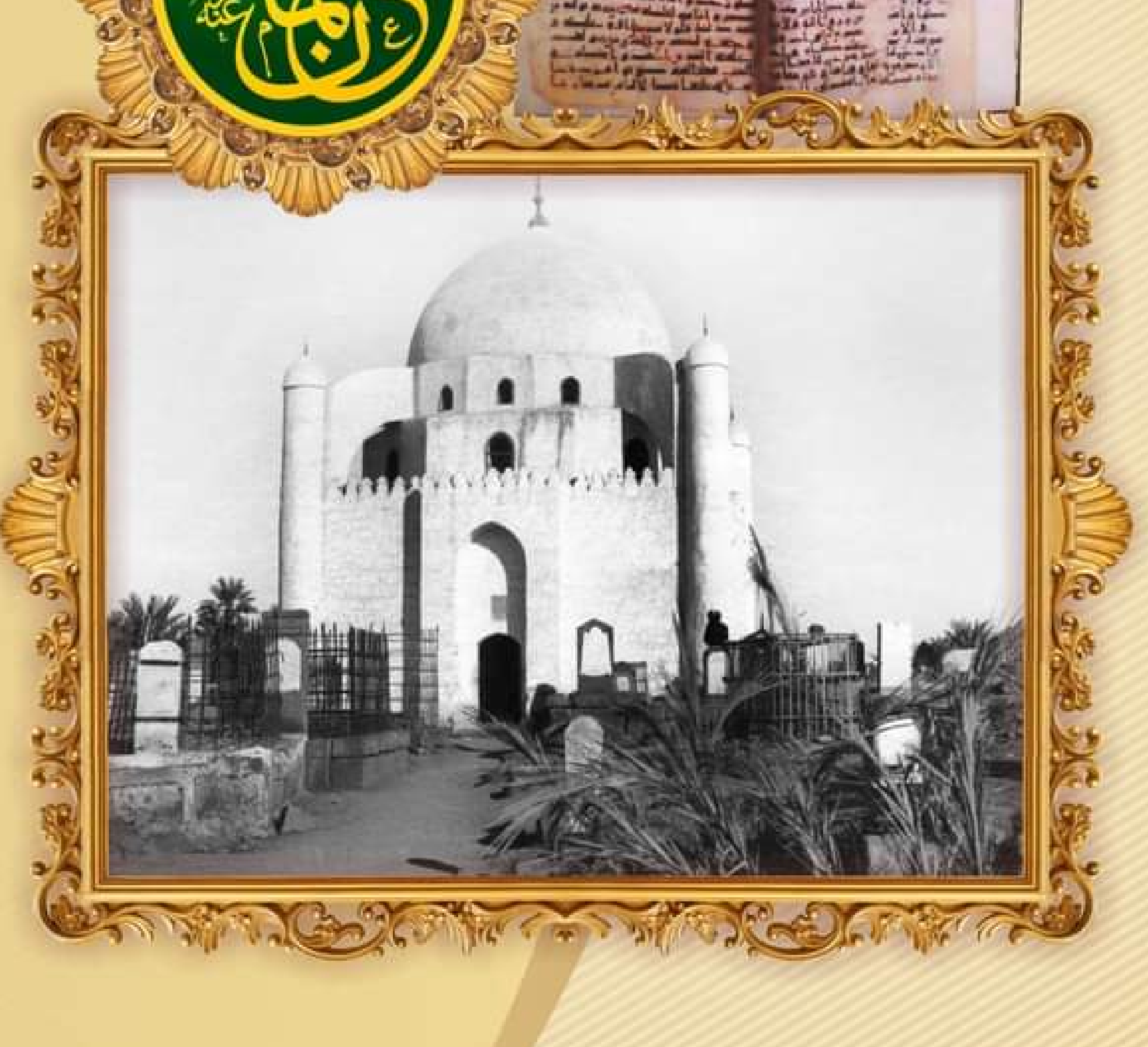

سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کے صوفیانہ تصور کی تفہیم

Congregations of Prophet ﷺ

مجالسۃ النبی ﷺ

A Study of Sultān Al-‘Arifīn Sultan Bahoo’s Classic Text

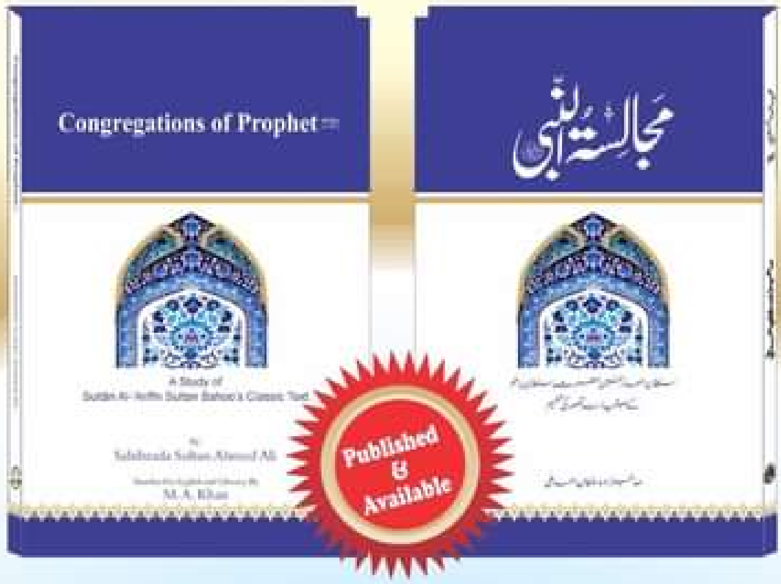

By:

Sahibzada Sultan Ahmed Ali

Translated in English and Glossary By

M. A. Khan

اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں

مکتبہ العارفین پبلیکیشنز سے خریدی جا سکتی ہیں

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان

اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

www.alfaqr.net

alarifeenpublication@hotmail.com

مسلسل اشاعت کا تیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

جولائی 2022ء، ذوالحجہ 1443ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب (قدس اللہ سرہ)

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ:
- سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ
- مفتی محمد شیر القادری
- افضل عباس خان

آرٹ ایڈیٹر:
- محمد احمد رضا
- واصف علی

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	مہتاب احمد
کراچی	لئیق احمد
فیصل آباد	ڈاکٹر غضنفر عباس
ملتان	شبیر حسین
لاہور	حافظ محمد ریحان
کوئٹہ	رسالت حسین
پشاور	سید حسین علی شاہ

بیرون ممالک نمائندے

ممالک	نمائندگان
اٹلی	چوہدری ناصر حسین
انگلینڈ	منظور احمد خان
ساؤتھ افریقہ	آصف ملک
سعودی عرب	مہر کریم بخش
سپین	محمد عقیل
فرانس	امجد علی
کینیڈا	ثقلین عباس
متحدہ عرب امارات	نصیر شاہ
ملائشیاء	محمد شفقت
یونان	محمد شکیل

نِگلہِ گرز خاتمِ فقرِ ہوئے ادا کرِ شمشیری (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیامبر، اتحادِ ملتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1	اقتباس		3
	اداریہ		
2	دستک		4
	ذوالنورین نمبر		
3	مختصر تعارف ذوالنورین (رضی اللہ عنہ)	مفتی محمد اسماعیل خان نیازی	5
4	سیدنا عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) در آئینۂ قرآن	صاحبزادہ سلطان احمد علی	18
5	فضائل حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) احادیث صحیحہ کی روشنی میں	مفتی محمد صدیق خان قادری	29
6	حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے دور میں اجتہاد	مفتی محمد منظور حسین	32
7	حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی سخاوت	محمد عمر معتنی	37
8	سیدنا حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کو ادبیات فارسی میں خراجِ تحسین	محمد عظیم	41
9	(منقبت) ہے جہاں بھر میں بہت شہرت عثمان غنی	مستحسن رضا جامی	47
10	(منقبت) گوہرِ کانِ حیا	ڈاکٹر عظمٰی زرین ناز	48
	باھو شناسی		
11	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

فی شمارہ (اندرون ملک)	فی شمارہ (آرٹ پیپر)
70 روپے	100 روپے
سالانہ (ممبرشپ) 840 روپے	سالانہ (ممبرشپ) 1200 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
800	400	280

اپنی بہترین اور موثر کاروباری تشہیر کیلئے مراۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-8676572

برائے خط و کتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور
E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

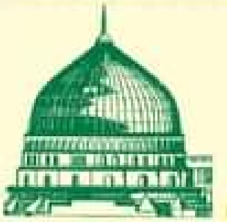

الله

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (الزمر:9)

"کیا وہ جسے فرمان برداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں"۔

"حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) (اپنے غلاموں) حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) (کے ساتھ) احد پہاڑ پہ تشریف لے گئے -ان (نفوسِ قدسیہ کی موجودگی) کی محبت میں احد پہاڑ وجد کرنے لگا- تو رسول اللہ (ﷺ) نے اپنا قدم مبارک رکھ کر ارشاد فرمایا: "احد! ٹھہر جا- تیرے اوپر ایک نبی (ﷺ)، ایک صدیق اور دو شہید وں کے سوا اور کوئی نہیں"- (سنن الترمذی، أبواب المناقب عن رسول الله (ﷺ))

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی - فرمان

آقا کریم (ﷺ) کی بار گاہِ اقدس میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کی (یا رسول اللہ (ﷺ)! میں آپ (ﷺ) سے اللہ عزوجل کیلئے محبت رکھتا ہوں تو آپ (ﷺ) نے اُسے فرمایا کہ تو بلا اور فقیری کو اپنی چادر بنالے (یعنی آزمائش اور فقر کو اپنے اوپر لازم کر لے) کیونکہ تو میری صفت سے متصف ہونا چاہتا ہے اور میرے جیسی حالت چاہتا ہے- تو تحقیق محبت کی شرط باہم (مطلوب و محب) میں اچھی طرح موافقت کی ہے- حضرت ابو بکر صدیقؓ جب محبت رسول (ﷺ) میں سچے تھے تو آپ (ﷺ) پر سب کچھ قربان کر کے آپ (ﷺ) کی صفت (فقر) سے متصفت ہوگئے اور فقر میں آپ (ﷺ) کے ساتھ شریک ہو گئے - حتیٰ کہ محض ایک عبا (گودڑی) سے گزر بسر فرماتے- (یعنی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے) آپ (ﷺ) کی ظاہری و باطنی اور خفیہ و اعلانیہ ہر طرح کی موافقت کی-

(الفتح الربانی)

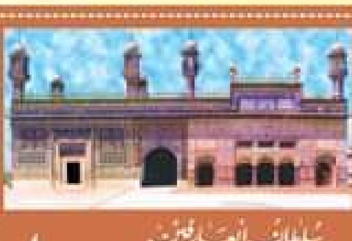

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو - فرمان

جیں دینہہ دا میں در تینڈے تے سجدہ صحی ونج کیتا ھو

اس دینہہ دا سر فدا اتھائیں بیا در بارنہ لیتا ھو

سر دیون سر آکھن ناہیں اساں شوق پیالا پیتا ھو

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں عشق سلامت کیتا ھو

(ابیاتِ باھُو)

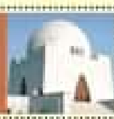

فرمانِ قائدِ اعظم محمد علی جناح

ایمان، اتحاد، تنظیم

"لہٰذا میں آپ سے پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ ہر ناگہانی صورت حال کے لیے نڈر ہو کر اور بے خوفی کے ساتھ خود کو منظم کیجئے اور کوئی پس و پیش نہیں ہونی چاہیے- ہمارے حصولِ پاکستان کا مطلب ہے ہماری بقا اور ناکامی کے معنی ہیں ہماری فنا اور اس سب کچھ کا بھی جس کا اس برصغیر میں اسلام علمبردار ہے"-

(یومِ پاکستان کے موقع پر مسلمانانِ ہند کے نام پیغام، لاہور، 22 مارچ، 1946ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال

ہمت ہو اگر ڈھونڈ وہ فقر
جس فقر کی اصل ہے حجازی
اس فقر سے آدمی میں پیدا
اللہ کی شانِ بے نیازی

(بالِ جبریل)

سیرتِ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور نسلِ نو

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) وہ نفوسِ قدسیہ ہیں، جنہیں اللہ عزوجل نے قرآن پاک کے اولین مخاطب اور سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بلاواسطہ فیض یاب ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ بلاشبہ اللہ عزوجل کے محبوب مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اللہ عزوجل کی بارگاہِ اقدس کے منتخب شدہ اور برگزیدہ ہستیاں ہیں جیسا کہ روایت میں ہے:
"بے شک اللہ عزوجل نے بندوں کے دلوں پہ نظر فرمائی تو سیدنا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قلبِ اقدس کو چُن لیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسالت کے ساتھ مبعوث فرمادیا۔ پھر سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل کے بعد بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو سب میں سے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے دلوں کو بہتر پایا تو انہیں اپنے نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وزیر بنادیا، یہ ایسے سعادت مند ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کی سربلندی کیلئے جہاد کرتے ہیں"۔ (مسند احمد بن حنبل)

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے جس جانفشانی اور مخلصانہ طور پر اللہ عزوجل کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بلاشبہ تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) مخلص، سچے مسلمان، عادل اور جنتی ہیں۔ ان میں غازی، شہید، مہاجر اور انصار بھی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى﴾ "جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے چن لیا ہے"۔ (الحجرات:3)

مزید قرآن پاک میں اپنی رضا کی سند نازل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ "اللہ عزوجل ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی"۔ (المائدہ:119)

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی زندگی مبارک کا خلاصہ اگر چند الفاظ میں بیان کرنا ہو تو وہ "عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ادبِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)" ہے۔ بلاشبہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی حیات مبارکہ محبت و عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عبارت تھی، جس کا اعتراف دورِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مخالفین بھی کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پہ عُروہ بن مسعود (جو کفارِ مکہ کی طرف سے سفیر مقرر تھے) کہتے ہیں کہ:

اے لوگو! اللہ کی قسم! میں بادشاہوں، قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا ہوں اور اللہ کی قسم میں نے ہرگز نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کی اس کے لوگ اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔ پھر اس نے اپنا آنکھوں دیکھا حال سنانا شروع کیا (اس نے بیان کرتے ہوئے کہا) جب بھی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لعاب مبارک پھینکتے ہیں تو وہ ان میں سے کسی نہ کسی مرد کے ہاتھ میں ہی جاتا ہے پس وہ اس لعاب کو اپنے چہرے اور اپنے بدن پر ملتے ہیں اور جب وہ ان کو کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ سب تعمیل میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ وضو فرماتے ہیں تو ان کے وضو کا بچا ہوا پانی لینے کیلئے اس طرح جھپٹتے ہیں کہ گویا ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) گفتگو فرماتے ہیں تو ان کے سامنے وہ سب اپنی آوازوں کو پست کر دیتے ہیں اور ان کی تعظیم کے لئے ان کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھتے"۔ (صحیح البخاری)

اسی طرح جب غزوہ اُحد میں ایک انصاری خاتون کے والد، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے تو اس نے پوچھا کہ میرے حبیب سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا حال ہے؟ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خیریت سے ہیں (لیکن تمہارے والد، بھائی اور شوہر مرتبہ شہادت پا گئے) تو صحابیہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو ارشاد فرمایا (وہ دل کے کانوں سے سننے کے قابل ہے) فرمانے لگیں: مجھے دکھاؤ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ حتیٰ کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کرلوں جب اس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کی تو فرمانے لگیں: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سلامت دیکھنے کے بعد ہر مصیبت آسان ہے (اور مجھے کسی کی پروا نہیں)۔ (شرح صحیح مسلم)

یوں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی حیات مبارکہ کو دیکھ اور پڑھ کر یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا تو اوڑھنا، بچھونا ہی حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عشق و محبت تھا۔ آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے وہ امت مسلمہ جس کا اوڑھنا بچھونا ہی حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عشق و محبت اور ادب و تعظیم تھا، اغیار کی طرف دیکھنا تو دور کی بات سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے، آج وہ اپنے فیصلے ہی وہی پسند کرتے ہیں جو اغیار کرتے ہیں۔

آج مسلمانوں کو انٹرنیشنل سطح پر مشکلات اور اندرونی و بیرونی محاذ پر ناکامی اور پسپائی کا سامنا ہے۔ عصرِ حاضر میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی مثالی زندگی کی پیروی گزشتہ صدیوں کے مقابلہ میں زیادہ ضروری اور اہم ہے کیونکہ کامیابی کا تصور اس کے بغیر ممکن نہیں۔ ان پاکیزہ نفوس کو بھی کٹھن حالات کا سامنا تھا لیکن ان سب حالات کا مقابلہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے جس قوتِ ایمانی، عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صبر و استقامت، جہدِ مسلسل اور اخوت و مروت سے کیا وہی تاریخ ہم کو دہرانی پڑے گی۔ ہمیں چاہیے کہ خلوصِ نیت اور حُسنِ اعتقاد کے ساتھ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی سیرت مبارکہ کا عمیق مطالعہ کریں کیونکہ ان کا ہر عمل اللہ عزوجل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ آج کی اشد ضرورت بھی یہی ہے کہ آقا کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے تذکرے عام کر کے ان کی عزت و تکریم کے نقوش قلب پر ثبت کیے جائیں، ان کی تعلیمات اور طریق کو اپنی زندگی میں نمونہ عمل بنائیں تاکہ عصرِ حاضر میں پروان چڑھتی مادیت پرستی کے مسائل سے نبٹا جاسکے۔

مختصر تعارفِ ذوالنورین (رضی اللہ عنہ)

مفتی محمد اسماعیل خان نیازی

سیدی رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان مبارک ہے:

"ہر نبی کا جنت میں کوئی نہ کوئی ایک ساتھی ہے اور جنت میں میرے ساتھی (رفیق) عثمان بن عفان ہیں"۔[1]

قرآن میں اللہ عزوجل نے جو مؤمنین کی صفات ذکر فرمائی ہیں، اُن تمام جلیل القدر صفات سے متصف ہستی مبارک، جامع القرآن، پیکر شرم و حیاء، کاتب وحی، خلیفہ سوم، دامادِ رسول (ﷺ)، سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) کی ولادت باسعادت عام الفیل (اَبرَہہ بادشاہ کے مکہ مکرمہ پر ہاتھیوں کے ساتھ حملے) کے 6 برس بعد (یعنی 47ق-م، 577ء کو مکہ میں) ہوئی"۔[2] آپ (رضی اللہ عنہ) عمر میں سیدی رسول اللہ (ﷺ) سے 6 برس چھوٹے ہیں۔

نسب مبارک اور سیدی رسول اللہ (ﷺ) سے رشتہ داری:

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے نسب کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اور آپ (رضی اللہ عنہ) کا نسب آقا کریم (ﷺ) سے عبد مناف میں جا کر مل جاتا ہے"۔[3]

والدہ صاحبہ کی طرف سے آپ (رضی اللہ عنہ) کا نسب نامہ یوں ہے:

"اَروی بنت کُریز بن حبیب بن عبد شمس اور آپؓ کی والدہ کی والدہ (نانی جان) بیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم ہیں (یعنی ننھیال کی طرف سے آپ (رضی اللہ عنہ) کا نسب مبارک سیدی رسول اللہ (ﷺ) سے حضرت عبد المطلب اور عبد شمس میں جا کر ملتا ہے"۔[4]

مختصر وضاحت:

آپ (رضی اللہ عنہ) کا اسم مبارک 'عثمان' اور لقب 'ذوالنورین' ہے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کا نسب پانچویں پشت میں رسول اللہ (ﷺ) سے جا ملتا ہے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کے والد محترم کا نام عفان اور والدہ محترمہ کا اروی ہے۔ حضرت اُروی سیدی رسول اللہ (ﷺ) کی پھوپھی اُمِّ حکیم بنت عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں۔ یہ اُمِّ حکیم وہی ہیں، جو سیدنا رسول اللہ (ﷺ) کے والد حضرت عبد اللہ کے ساتھ توام (جڑواں) پیدا ہوئی تھی۔ المختصر! حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) ماں اور باپ دونوں کی طرف سے رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ قریبی قرابت رکھتے تھے۔

کنیت و لقب:

امام زہری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:

آپ (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو عبد اللہ، آپؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) کی وجہ سے ہے جو کہ سیدہ رقیہ بنتِ رسول اللہ (ﷺ) کے لختِ جگر ہیں (اس سے پہلے آپ

---

[1] ابن ماجة، محمد بن يزيد، سنن ابن ماجه، (الحلب: دار إحياء الكتب العربية)، باب: فَضْلُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج:ا، ص:40-رقم الحديث:109

[2] السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، (المتوفى: 911هـ)، تاريخ الخلفاء، الطبعة الأولى: 1425ھ (الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز)، باب: الخليفة الثالث: عثمان بن عفان رضي الله عنه، ج:01، ص:118

[3] عسقلانی ؒ، أحمد بن علي بن حجر ؒ، فتح الباري شرح صحيح البخاري، (بيروت: دار المعرفة، 1379ھ)، بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ، ج:07، ص:54

[4] الذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان ؒ، (المتوفى: 748هـ)، سير أعلام النبلاء، (دار الحديث، القاهرة، الطبعة: 1427ھ)، سيرة ذي النورين عثمان رضي الله عنه، ج-2، ص، 499

(رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو عمرو تھی) اور آپ (رضی اللہ عنہ) کا لقب ''ذو النورین'' ہے جس کے بارے میں سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ آپ (رضی اللہ عنہ) کو آسمانوں میں 'ذو النورین' کے نام سے پکارا جاتا ہے- حضرت محلب بن ابو صفرہ (رضی اللہ عنہ) سے سوال کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو 'ذوالنورین' کیوں کہتے ہیں تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ آپ (رضی اللہ عنہ) کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی زوجیت میں کسی بھی نبی (علیہ السلام) کی دو صاحبزادیاں آئی ہوں- آپؓ (سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دو صاحبزادیوں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ عنہما) سے یکے بعد دیگرے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے ہیں -مزید یہ کہ آپ (رضی اللہ عنہ) کی دو ہجرتوں (ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ) کی وجہ سے آپ کو ''صاحب الہجرتین'' بھی کہتے ہیں''-[5]

شخصیت مبارک:

امام ذہبی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں جو ہمیں معلوم ہوا ہے کہ:

''آپ (رضی اللہ عنہ) کا قد مبارک درمیانہ تھا، حسین چہرہ، داڑھی مبارک بڑی، رنگ مبارک گندم گوں، مضبوط جوڑ اور ہڈیاں، سینہ مبارک کشادہ اور آپ (رضی اللہ عنہ) زرد خضاب استعمال فرمایا کرتے تھے''-[6]

مرویات:

آپ (رضی اللہ عنہ) نے آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور شیخین (رضی اللہ عنہما) سے روایات مبارکہ لیں- آپ (رضی اللہ عنہ) سے روایات مبارکہ لکھنے والوں میں آپؓ کے صاحبزادے حضرت ابان، حضرت سعید اور حضرت عمرو اور دیگر معزز شخصیات میں حضرت حمران، حضرت انس، حضرت ابو اُمامہ بن سہل، حضرت احنف بن قیس، حضرت سعید بن المسیب، حضرت ابو وائل، حضرت طارق بن شہاب، حضرت علقمہ، حضرت ابو عبد الرحمٰن السلمی، حضرت مالک بن اوس بن حدثان (رضی اللہ عنہم) اور دیگر کئی جلیل القدر شخصیات نے احادیث مبارکہ روایات کی ہیں-[7]

ابن عساکر کی روایت کے مطابق:

''آپ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرنے والوں میں حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت عبد اللہ (بن) جعفر بن أبي طالب، حضرت زید بن ثابت، حضرت عمران بن حصین، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت زید بن خالد الجہنی، حضرت ابو قتادہ، حضرت عبد اللہ بن مغفل، حضرت طارق بن اشیم الاشجعی، حضرت سلمہ بن الاکوع، حضرت ابو امامہ، حضرت عبد اللہ بن حارث بن نوفل، حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف، حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام، حضرت عبد اللہ بن عامر بن کریز (رضی اللہ عنہم) اور دیگر کئی جلیل القدر شخصیات نے احادیث مبارکہ روایات کی ہیں''-[8]

مختصر خاندانی پس منظر:

حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کا خاندان ایام جاہلیت میں بھی غیر معمولی وقعت واقتدار رکھتا تھا- آپ (رضی اللہ عنہ) کے جد اعلیٰ امیہ بن عبد شمس قریش کے رئیسوں میں تھے، خلفائے بنوامیہ اسی امیہ بن عبد شمس کی طرف سے منسوب ہو کر ''امویین'' کے نام سے مشہور ہیں، عقاب یعنی قریش کا قومی علم اسی خاندان کے قبضہ میں تھا، جنگ فجار میں اسی خاندان کا نامور سردار حرب بن امیہ سپہ سالار اعظم کی حیثیت رکھتا تھا، غرض حضرت عثمان

---

[5] بدر الدين العيني، محمود بن أحمد بن موسى ﷬، (المتوفى: 855ھ)، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، (دار إحياء التراث العربي – بيروت)، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله تعالى عنه، ج،16، ص:201

[6] الذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان ﷬، (المتوفى: 748ھ)، سير أعلام النبلاء، (دار الحديث، القاهرة، الطبعة: 1427ه)، باب: سيرة ذي النورين عثمان رضي الله عنه، ج-02، ص،449

[7] الذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان ﷬، (المتوفى: 748ھ)، سير أعلام النبلاء، (دار الحديث، القاهرة، الطبعة: 1427ه)، باب: سيرة ذي النورين عثمان رضي الله عنه، ج-02، ص،449

[8] ابن عساكر، علي بن الحسن ﷬، (المتوفى: 571ھ)، تاريخ دمشق، (دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415ھ)، باب، عثمان بن عفان بن أبي العاص---، ج،9، ص،116

(رضی اللہ عنہ) کا خاندان شرافت، ریاست اور غزوات کے لحاظ سے عرب میں نہایت ممتاز تھا اور بنو ہاشم کے سوا دوسرا خاندان اس کا ہمسر نہ تھا- بچپن اور سن رشد کے حالات پردہ خفا میں ہیں؛ لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عام اہل عرب کے خلاف اسی زمانہ میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا، عہد شباب کا آغاز ہوا تو تجارتی کاروبار میں مشغول ہوئے اور اپنی صداقت، دیانت اور راست بازی کے باعث غیر معمولی فروغ حاصل کیا-

قبولِ اسلام و مختصر تعارفی وضاحت:

سیدنا عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کی ذاتِ اقدس کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے محدثین و مفسرین نے جہاں ابواب رقم فرمائے وہاں علمائے کرام نے مستقل الگ کتب بھی آپ (رضی اللہ عنہ) کی شانِ اقدس میں تحریر فرمائیں، جن کا کماحقہ احاطہ کرنا ممکن نہیں- یہاں صرف علامہ ابن عساکر کی مشہور زمانہ 80 جلدوں پہ مشتمل کتاب "تاریخ دمشق" کی روشنی میں آپؓ کی سیرت و تاریخ کے بارے جاننے کی کوشش کرتے ہیں-

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زید بن حارثہ کے بعد اسلام قبول فرمانے والے) چوتھے خوش نصیب فرد تھے- سیدنا عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے اپنی زوجہ محترمہ) سیدہ رقیہ (رضی اللہ عنہا) کی معیت میں پہلے حبشہ پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی- جب سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے جنگ بدر کی تیاری فرمائی تو سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو سیدہ رقیہ (رضی اللہ عنہا) کی طبیعت مبارک ناساز ہونے کی وجہ سے جنگ بدر میں شرکت سے روک دیا اور جنگ بدر میں فتح کے وقت مالِ غنیمت میں آپ (رضی اللہ عنہ) کا حصہ مقرر فرمایا- (حضور نبی کریم (ﷺ) کے حکم مبارک کی پیروی کی وجہ سے آپ (رضی اللہ عنہ) کو شمولیت کا شرف بخشا گیا) اور بیعتِ رضوان کے موقع پہ آپ (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ کو سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے اپنا دستِ اقدس قرار دیتے ہوئے بیعت فرمایا اور آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"یااللہ! بے شک عثمان اللہ عزوجل اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت میں تھے"-(مزید یہ کہ) آپ (رضی اللہ عنہ) نے بئر رومہ 20 ہزار درہم میں خریدا، ایک موقع پہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو ہماری مسجد (مسجد نبوی (ﷺ)) میں اضافہ کرے گا تو آپؓ نے پانچ ستونون کی جگہ خرید کر اس کو مسجد میں شامل فرمایا اور غزوہ تبوک کے موقع پہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) کے حکم مبارک پہ آپ (رضی اللہ عنہ) نے ساڑھے نو سو اونٹ اور پچاس گھوڑے پیش فرمائے اور اللہ اور اس کے حبیب مکرم (ﷺ) کی رضا و خوشنودی کو اپنے حق میں یقینی بنایا"-[9]

فضائل و مناقب:

حضور نبی کریم (ﷺ) حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) پر مکمل اعتماد اور ان کی فطری حیاء و شرافت اور آپ (رضی اللہ عنہ) کی اپنے مال کے ذریعے کی گئی نصرت کی انتہائی قدر فرمایا کرتے تھے- آپ (رضی اللہ عنہ) ان خوش نصیب صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے ہیں جن کو سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے کتابت وحی پہ مامور فرمایا اور زندگی مبارک میں بزبان مصطفےٰ (ﷺ) جنت کی خوش خبری سنائی گئی آپ (رضی اللہ عنہ) کی ذاتِ اقدس کی شان میں بیان کئے گئے فضائل و مناقب میں چند فضائل کو لکھنے کی یہاں سعادت حاصل کرتے ہیں-

داماد رسول (ﷺ) سیدنا عثمان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) ان اولوالعزم ہستیوں میں سے تھے جن کی شہادت کی پیشن گوئی رسول اللہ (ﷺ) نے اپنی زبان گوہر فشاں سے پہلے ہی ارشاد فرمادی تھی جیسا کہ روایت میں ہے:

1: ایک مرتبہ حضور نبی کریم (ﷺ) (اپنے غلاموں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہم) (کے ساتھ) احد پہاڑ پہ قدم رنجہ فرمائے ہوئے تھے- ان (نفوس قدسیہ کی موجودگی) کی محبت میں

---

[9] ابن عساكر، علي بن الحسن ؒ (المتوفى: 571هـ)، تاريخ دمشق، (دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415 هـ)، باب، عثمان بن عفان بن أبي العاص---، ج:39

احد پہاڑ وجد کرنے لگا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے اپنا قدم مبارک احد پر مار کر ارشاد فرمایا: 'احد! ٹھہر جا۔ تیرے اوپر ایک نبی (ﷺ)، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں"۔[10]

اس حدیث مبارک کی روشنی میں دو باتیں انتہائی اہم ہیں:

I. آپ (ﷺ) کا اُحد کو حکم فرمانا اور اُحد کا آپ (ﷺ) کی اطاعت کرنا

II. حضرت عمر اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہما) کی شہادت کی خبر دینا

2: حضرت سھل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ:

ایک آدمی نے حضور نبی کریم (ﷺ) سے عرض کی: (یا رسول اللہ (ﷺ) کیا جنت میں بجلی ہو گی؟ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ہاں! اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عثمان جب ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو گا تو پوری جنت اس کی وجہ سے چمک اُٹھے گی"۔[11]

3: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ (حضرت) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے انہوں نے اپنی صاحبزادی میرے نکاح میں دی ہجرت کے وقت مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کیا اور اپنے مال سے (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کرایا، اللہ تعالیٰ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے وہ حق کہتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو حق نے ان کی یہ حالت کر دی ہے کہ اب ان کا کوئی دوست نہیں رہا، اللہ تعالیٰ (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے یا اللہ! علی جدھر رُخ کریں حق کا رُخ بھی ادھر ہو جائے"۔[12]

4: "حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ ہم حضور نبی کریم (ﷺ) کے ساتھ مہاجرین کے ایک گروہ میں ایک گھر میں تھے اور اس گروہ میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) بھی تھے تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ہر آدمی اپنے کفو کی طرف کھڑا ہو جائے اور خود سید دو عالم (ﷺ) حضرت عثمان کی طرف کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے گلے لگایا اور فرمایا: اے عثمان تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے"۔[13]

5: "حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) اپنی دوسری صاحبزادی کی قبر پر کھڑے ہوئے جو حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں تھیں اور ارشاد فرمایا:

"اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو میں ان کی بھی شادی یکے بعد دیگرے عثمان کے ساتھ کر دیتا اور (ان کے ساتھ) عثمان کی شادی وحی الٰہی کے مطابق کی اور بے شک حضور سید الانبیاء (ﷺ) حضرت عثمان سے مسجد کے دروازے کے نزدیک ملے اور فرمایا: اے عثمان! یہ جبریل امین ہیں جو مجھے یہ بتانے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شادی ام کلثوم کے ساتھ اس کی بہن رقیہ (حضور پاک (ﷺ) کی پہلی صاحبزادی) کے مہر کے بدلہ میں کر دی ہے"۔[14]

امام بدر الدین عینی بیان فرماتے ہیں کہ:

[10] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، (دار: طوق النجاۃ-1422ھ)، باب مَناقِب عُمَر بنِ الخَطَّاب أبي حَفْص القُرَشِيّ العَدَوِيّ رَضِيَ اللّهُ عَنْهُ-، ج 05، ص: 11، رقم الحدیث: 3686

[11] حاکم، محمد بن عبد اللہ ؒ، المستدرک علی الصحیحین (بیروت، دار الکتب العلمیۃ 1411ھ)، فَضَائِلُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ذِي النُّورَيْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، ج: 03، ص: 105، رقم الحدیث: 4540

[12] الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ایڈیشن دوم، (الناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابي الحلبي-مصر (1395ھ)، باب مَناقِب علِيِّ بنِ أبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّهُ عَنْهُ، ج 5، ص: 633- رقم الحدیث: 3714

[13] حاکم، محمد بن عبد اللہ ؒ، المستدرک علی الصحیحین (بیروت، دار الکتب العلمیۃ 1411ھ)، فَضَائِلُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ذِي النُّورَيْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، ج: 03، ص: 104، رقم الحدیث: 4536

[14] الطبرانی، سلیمان بن أحمد ؒ، المعجم الكبير (مکتبۃ ابن تیمیۃ-القاہرۃ الطبعۃ: الثانیۃ)، باب: أم كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم توفيت في حياته، رقم الحدیث: 1086، ج: 22، ص: 436

”یہ شرف حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام سے قیامت تک کسی بھی شخص کو حاصل نہیں کہ اس کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں آئیں ہوں“۔[15]

6: ”حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ:

”حضرت ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا شوہر میرے شوہر سے بہتر ہے؟ تو حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تھوڑی دیر کے لئے خاموشی اختیار فرمائی پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے خاوند سے محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرتے ہیں اور تمہارے لئے میں مزید اضافہ فرماتا ہوں کہ اگر تو جنت میں داخل ہو تو تو ایک ایسا مقام دیکھے گی کہ میرے صحابہ میں سے کسی کو اس مقام پر نہیں پائے گی“۔[16]

7: حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

”حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سر زمین حبشہ کی طرف ہجرت کی غرض سے نکلے اور آپ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صاحبزادی حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہا) بھی تھیں۔ پس کافی عرصہ تک ان کی خبر سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نہ پہنچی اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روزانہ ان کی خبر معلوم کرنے کیلئے باہر تشریف لاتے پس ایک دن ایک عورت ان کی خیریت کی خبر لے کر حضور نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بے شک عثمان حضرت لوط (علیہ السلام) کے بعد پہلا شخص ہے جس نے اپنی اہلیہ کے ساتھ اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کی“۔[17]

8: ”حضرت عبد للہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ:

”ہم حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو اپنے باپ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے تشبیہ دیتے ہیں“۔[18]

9: حضرت عثمان بن موہب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ:

”ایک شخص حج بیت اللہ کرنے کے لیے آیا۔ اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا، اس نے پوچھا یہ کون لوگ بیٹھے ہوئے ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں، پوچھا یہ بوڑھا آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت عبد اللہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں' اس نے کہا میں آپ سے سوال کرتا ہوں کیا آپ مجھے اس کا جواب دیں گے؟ میں آپ کو اس بیت اللہ کی حرمت کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان بن عفان جنگ احد کے دن میدان چھوڑ کر چلے گئے تھے؟ حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا ہاں! اس نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ غزوہ بدر میں بھی حاضر نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا ہاں! اس کا تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا بیعتِ رضوان میں وہ غائب نہیں تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے نعرہ لگایا، اللہ اکبر۔ حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا تم نے جن چیزوں کے متعلق سوال کیا تھا اب میں تم کو ان کی وجوہات بیان کرتا ہوں۔ جنگ احد کے معاملے میں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے انہیں معاف کر دیا اور غزوہ بدر میں غیر حاضری کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صاحبزادی حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہا) ان کے نکاح میں تھیں (وہ ان کی تیمارداری کر رہے تھے) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا تم کو بدر میں حاضر ہونے والے مسلمانوں سا اجر اور مال غنیمت ملے گا اور بیعت رضوان سے غائب ہونے کا معاملہ یہ ہے کہ بیعت اس وقت ہوئی تھی جب حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) مکہ جا چکے تھے۔ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے دائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا یہ عثمان کا

[15] بدر الدين العينى، محمود بن أحمد بن موسى رحمه الله، (المتوفى: 855ھ)، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، (دار إحياء التراث العربي – بيروت)، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج:16، ص:201

[16] الطبرانى، سليمان بن أحمد، المعجم الأوسط، (دار القاهرة، دار الحرمين)، باب: من اسمه أحمد، رقم الحديث: 1764، ج:02، ص:12

[17] الطبرانى، سليمان بن أحمد رحمه الله، المعجم الكبير، (مكتبة ابن تيمية – القاهرة الطبعة: الثانية)، باب: سن عثمان ووفاته رضي الله عنه، رقم الحديث: 143، ج:01، ص:90

[18] عسقلانى رحمه الله، أحمد بن علي بن حجر رحمه الله (المتوفى: 852ھ)، لسان الميزان، (الناشر: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت، لبنان، الطبعة الثانية، 1390ھ)، ج:04، ص:279

ہاتھ ہے، پھر اس کو اپنے دوسرے دستِ مبارک پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے- پھر حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس شخص سے فرمایا تم نے یہ جوابات سن لیے اب جہاں جانا چاہو چلے جاؤ"-[19]

جامع القرآن والفرقان:

سیدنا حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی حیاتِ طیبہ اسلام اور مسلمانوں پر احسانات کے کئی واقعات کو سموئے ہوئے ہے- آپؓ کے دورِ مبارک میں اسلام دنیا کے دور دراز علاقوں تک پہنچ چکا تھا- شام کے لوگ حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کی قرأت کے مطابق قرآن پڑھتے تھے، کوفہ والے حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی قرأت کے مطابق جبکہ بعض علاقہ والے حضرت موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) کی قرأت کے مطابق قرآن کی تلاوت کرتے تھے- حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپؓ نے امت مسلمہ کو قریشی رسم الخط اور مکہ مکرمہ کی قرأت پر یکجا فرمایا-[20]

حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس سے قرآن کا نسخۂ صدیقی منگوایا گیا، حضرت زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام، مالک بن ابی عامر، کثیر بن افلح، ابی بن کعب، انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہم) کو مصحف تیار کرنے پر مامور کیا گیا، مصحف سورتوں کے اعتبار سے تیار کروایا گیا- اس نسخہ کو مصحف الامام کا نام دیا گیا- بعد ازیں اس مصحف کی نقلیں تیار کی گئیں-[21]

حضرت زید بن حارث خزرجی (رضی اللہ عنہ) کاتبِ وحی ہیں اور حضور خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ سے تواتر سے وحی لکھواتے، آپ (رضی اللہ عنہ) حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جبریل امین علیہ السلام کے دورہ قرآن میں بھی موجود تھے، حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے بھی آپؓ سے ہی مصحف لکھوایا تھا- آپ (رضی اللہ عنہ) اگرچہ باقی کبار صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں جوان تھے مگر آپ (رضی اللہ عنہ) کی قابلیت کی بنا پر حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کا انتخاب فرمایا- آپؓ قرآن مجید کے پختہ حافظ، اعراب و لغاتِ قرآن کے جید عالم تھے- قرآن کی یہ جمع و تدوین مدینہ منورہ میں ہوئی اس لئے چند کبار صحابہ (رضی اللہ عنہم) اس کارِ عظیم میں شریک نہ ہو سکے جیسے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) جو اس دوران کوفہ میں موجود تھے- جب مصاحف تیار ہوئے تو انہیں کبار صحابہ کی سند مل جانے کے بعد بلادِ اسلامیہ میں بھجوا دیا گیا، بقیہ نسخہ جات کو جن میں شبہ کی گنجائش تھی، کبار صحابہ کے اجتماع و اجماع اور اتفاق سے دفنائے گئے تھے- اس حکمت کے پیشِ نظر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا تھا کہ اگر عثمانؓ کی جگہ پر میں حکمران ہوتا تو میں بھی وہی کچھ کرتا جو عثمانؓ نے کیا-[22]

اتحادِ امت اور وحدتِ قرآن کی حکمت کے پیشِ نظر تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) مصحفِ عثمانی پر متفق و یکجا ہوگئے- نیز ابن ابی داؤد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے صحیح سند سے بیان کیا ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے متعلق سوائے بھلائی کی بات کے، کچھ نہ کہو- اللہ کی قسم! اُنہوں نے جو کچھ کیا، ہمارے مشورے سے کیا-[23] امتِ مسلمہ کو قرآن کے ایک مصحف پر جمع کرنے کی وجہ سے آپ (رضی اللہ عنہ) کو جامع القرآن کے لقب سے مشہور ہیں-

سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قرابت کا حیاء و ادب:

حضرت ابو زناد اپنے والد محترم سے، وہ حضرت ثقہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) جب بھی کبھی حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرتے اس حال میں کہ یہ دونوں حضرات سواری پہ سوار ہوتے تو یہ حضرت عباس بن عبد المطلب

[19] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، (دار: طوق النجاۃ-1422ھ)، بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو القُرَشِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ج 05، ص:15-

[20] الاتقان، ج:1، ص:130-

[21] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن-

[22] تفسیر قرطبی: 541

[23] فتح البَاری، ج:9، ص:18

(رضی اللہ عنہ) کے ادب کی وجہ سے سواری سے نیچے اتر آتے یہاں تک آپ گزریں وہ سواری پہ سوار ہوں"۔[24]

امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کا مسند خلافت پہ فائز ہونا:

چونکہ سیدنا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کی شہادت محرم الحرام (24ھ) کو ہوئی، آپ (رضی اللہ عنہ) نے اپنی خلافت کا معاملہ 6 آدمیوں کی مجلس شوریٰ کے سپرد فرمایا، جن کے اسماء مبارکہ یہ ہیں:

"حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، (کہ ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ نامزد کرلیں تقویٰ کا کمال یہ ہے کہ) ان میں اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ اور سعید بن زید (رضی اللہ عنہما) کے نام شامل نہیں فرمائے۔ بالآخر طویل مشاورت کے بعد حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے نام مبارک پہ اتفاق کرلیا گیا۔ سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے جن حالات میں عہدہ خلافت اٹھایا اگرچہ وہ مشکل ترین حالات تھے لیکن اس کے باوجود آپ (رضی اللہ عنہ) کی فراست، سیاسی شعور اور حکمت عملیوں کی بدولت اسلام کو خوب تقویت ملی۔ اسلام پھیلا، اسلامی تعلیمات سے زمانہ روشن ہوا۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کے دور مبارک کی فتوحات اور اصلاحات کا امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تصنیف لطیف "تاریخ الخلفاء" نے مختصر خاکہ یوں بیان فرمایا:

روم کے قلعوں اور رے کی فتح:

حضرت ابن سعد اور حاکم ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ:

"جب سیدنا عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہمارے امیر مقرر کئے گئے تو ہم نے آپ (رضی اللہ عنہ) کی پیروی اور امیر بنانے میں کوئی کمی اور کوتاہی نہیں کی۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے سال اول 24ھ کو ملک رے فتح ہوا، جو پہلے ہی فتح ہوچکا تھا مگر پھر ہاتھ سے نکل گیا تھا، اسی سال روم کے بہت سے قلعے فتح ہوئے"۔[25]

قبرص پر حملہ، افریقہ و اندلس کی فتح:

"26ھ میں حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے سمندر کے راستے قبرص پہ حملہ کیا، اسی لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) اور ان کی زوجہ محترمہ اُم حرام بنت ملحان (رضی اللہ عنہا) بھی ساتھ تھیں جو اس جگہ گھوڑے سے گر کر وصال فرما گئیں اور حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں اس لشکر کی پہلے ہی خبر دی تھی اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی اور اسی سال ارجان اور دار بجرد فتح ہوئے اور اسی سال حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی صراح (رضی اللہ عنہ) نے افریقہ پہ حملہ کیا اور تمام ملک فتح کرلیا، اس کے بعد اسی سال اندلس فتح ہوا"۔[26]

توسیع مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم):

"29ھ میں اصطخر اور فساء وغیرہ غلبتہً فتح ہوئے، اسی سال مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں توسیع فرمائی اور اسے نقش نگار کردہ پتھروں سے بنوایا اور ستون ایک ایک پتھر کے ہی بنوائے اور چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوایا اور مسجد کا طول 160 ہاتھ اور عرض 150 ہاتھ رکھا"۔[27]

رفاہِ عامہ اور دورِ عثمانی (رضی اللہ عنہ):

حضرت سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے ہمیشہ امت کی منفعت کو پیشِ نظر رکھا۔ نیز خدماتِ عامہ میں بھی فرد کی بجائے امت کا نفع ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔[28]

آپؓ کی حیاتِ طیبہ میں سینکڑوں واقعات رفاہِ عامہ کے موجود ہیں، خواہ دورِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہو یا آپ (رضی اللہ عنہ) سے ماقبل خلفاء کا دور ہو، آپ (رضی اللہ عنہ) نے عوام کی سہولت کے لئے دل و جان سے خدمات کیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے کی کوششیں کیں۔ اپنے دورِ خلافت میں آپ (رضی اللہ عنہ) نے گھوڑوں اور اونٹوں

---

[24] ابن عساكر علي بن الحسن ﷫ (المتوفى: 571هـ)، تاريخ دمشق، (دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415هـ)، باب: العباس بن عبد المطلب بن هاشم رضي الله تعالى عنه، ج:26، ص:354-

[25] السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، (المتوفى: 911هـ)، تاريخ الخلفاء، الطبعة الأولى: 1425ء (الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز)، باب: الخليفة الثالث: عثمان بن عفان رضي الله عنه، ج:01، ص:122

[26] ایضاً [27] ایضاً، ص:123

[28] السياسة المالية لعثمان، ص:64

کے لئے وسیع چراگاہیں بنائیں۔ ربذہ، نقیع اور ضربہ کے مقامات پر وسیع چراگاہوں کا قیام عمل میں آیا نیز ہر چراگاہ کے قریب چشمے تیار کرائے گئے اور چراگاہوں کے منتظمین کیلئے مکانات بھی تعمیر کرائے۔ آپؓ نے مختلف حکومتی محکموں کو مزید منظم کرکے ترقی دی، آپ کی دور رس نگاہ اور کاوشوں کا ثمر یہ ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں مصر کا خراج 20 لاکھ دینار تھا جو کہ آپ (رضی اللہ عنہ) کے دور میں 40 لاکھ تک پہنچا۔[29]

آپ (رضی اللہ عنہ) نے مدینہ کے راستہ میں جگہ جگہ چوکیاں، سرائے اور چشمے تعمیر کروائے۔ ایک مختصر بازار بھی لگایا گیا جبکہ بیر السائب نامی میٹھے پانی کا کنواں بھی لگوایا۔ مدینہ سے کچھ فاصلے پر مدری کے مقام پر ایک بند بندھوایا اور نہر کھدوائی تاکہ خیبر کے راستے سے آنے والے سیلاب کا رخ دوسری طرف موڑ دیا جائے۔ اس بند کا نام بند مہزور ہے۔[30]

آپ (رضی اللہ عنہ) کا دورِ خلافت چونکہ 12 سال کے عرصہ پر محیط ہے، آپ (رضی اللہ عنہ) نے خلافت کی ذمہ داری 644ء سے 656ء تک انجام دی۔ علامہ جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرح ہر مؤرخ نے آپ (رضی اللہ عنہ) کی سیرت مبارک، فتوحات اور اصلاحات کے بارے میں قلم اُٹھایا ہے، کیونکہ آپ (رضی اللہ عنہ) کے ذکر مبارک کے بغیر تاریخ کا باب نامکمل ہے۔ یہاں اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے آپ (رضی اللہ عنہ) کی سیرت مبارک میں سے دورِ خلافت کے بارے میں کچھ معروضات لکھنے کی سعی سعید کرتے ہیں:

مدینہ کے قریب ربذہ کے مقام پر دس میل لمبی اور دس میل چوڑی چراگاہ قائم کی، مدینہ سے 20 میل دور مقام نقیع پر، اسی طرح مقام ضربہ پر چھ چھ میل لمبی چوڑی چراہ گاہیں اور چشمے بنوائے۔ اس وقت فوجی سواریاں اونٹ اور گھوڑے ہوا کرتے تھے اس لیے فوجی سواریوں کیلئے چراہ گاہیں بنائیں۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں اونٹوں اور گھوڑوں کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ صرف ضربہ کی چراہ گاہ میں 40 ہزار اونٹ پرورش پاتے تھے۔ اسلامی بحری بیڑے کی بنیاد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے اصرار پر سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے رکھی۔ ملکی نظم و نسق کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار کیا، رائے عامہ کا تہہ دل سے احترام فرمایا کرتے تھے، اداروں کو خود مختار بنایا اور محکموں کو الگ الگ تقسیم فرمایا: سول، فوجی، عدالتی، مالی اور مذہبی محکمے جدا جدا تھے۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) لوگوں کی بے جا تنقید اور عیب گوئی کی پرواکئے بغیر روزانہ لوگوں میں مال، عطیات اور کھانے پینے کی اشیاء تقسیم فرماتے۔ یہاں تک کہ گھی اور شہد بھی تقسیم کیا جاتا۔ اس کے علاوہ امن و خوشحالی میں عوام سے قرب و ربط، مظلوم کی نصرت و حمایت، فوجی چھاؤنیوں اور اسلامی مکاتب و تعلیم گاہوں کا جال، تعمیر مساجد اور مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی توسیع، تعلیم القرآن کو عام کرنا، خون خرابہ سے دار الخلافت کو بچائے رکھنا وغیرہ۔ سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دورِ خلافت میں بعض وہ ممالک جو سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ خلافت میں فتح ہو چکے تھے وہاں بغاوت پر قابو پا کر ان کو دوبارہ فتح کیا گیا۔ اس سے بڑھ کر آذربائیجان، آرمینیہ، اسکندریہ کا طبری اور البدایہ والنہایہ میں تفصیلاً ذکر ملتا ہے۔ بلاد روم اور رومی قلعے، بلاد مغرب، طرابلس، انطاکیہ، طرطوس، شمشاط، ملطیہ، افریقہ، سوڈان، ماوراء النہر، ایشائے کوچک، ایران، ترکستان، اندلس، اصطخر، قنسرین، قبرص، فارس، سجستان، خراسان، مکران، طبرستان، قہستان، ابر شہر، طوس، بیورو، حمران، سرخس، بیہق، مرو، طالقان، مرروذ، فاریاب، طخارستان، جوزجان، بلخ، ہرات، باذغیس، مروین وغیرہ کے ہر علاقے کی تفصیل تاریخ کی کتب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ گویا براعظم ایشیا، یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے ممالک فتح کیے گئے۔ فارس و روم کی سیاسی قوت کا استیصال کر کے روئے زمین کا بیشتر حصہ اسلامی سلطنت کے زیر نگیں لایا گیا۔ سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) نے سرحدوں پر موجود اسلامی افواج کو یہ ہدایات بھیجیں کہ تم لوگ مسلمانوں کی حمایت اور ان کی طرف سے دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے ہو۔ تمہارے لیے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے جو قوانین مقرر فرمائے تھے وہ ہماری

[29] فتوح البلدان، بلاذری، ص:223

[30] خلاصۃ الوفاء، ص:124

مشاورت سے بنائے تھے- اس لیے مجھ تک یہ خبر نہیں پہنچنی چاہیے کہ تم نے ان قوانین میں ردوبدل سے کام لیا ہے اور اگر تم نے ایسا کیا تو یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئیں گے- اب تم خود فیصلہ کرو کہ تم نے کیسے بن کے رہنا ہے؟ اور جو ذمہ داری مجھ پر ہے مَیں بھی اس کی ادائیگی کی پوری کوشش کر رہا ہوں-

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے انفرادی خصائل:

حضرت ابن ثور الفہمی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے پاس اس وقت گیا جب آپ محصور تھے، آپ (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے فرمایا کہ میری دس خصلتیں اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں:

1. میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص ہوں-
2. سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی دو صاحبزادیوں کو میرے عقد میں دیا-
3. میں کبھی گانے بجانے میں شریک نہیں ہوا-
4. میں کبھی لہو و لعب میں مشغول نہیں ہوا-
5. میں نے کبھی کسی برائی اور بدی کی تمنا نہیں کی-
6. رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بیعت کرنے کے بعد میں نے کبھی اپنا سیدھا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا-
7. اسلام لانے کے بعد میں نے ہر جمعہ کو اللہ کے لئے ایک غلام آزاد کیا، اگر اس وقت ممکن نہ ہوا تو بعد میں آزاد کیا-
8. زمانہ جاہلیت یا عہد اسلام میں کبھی زنا کا مرتکب نہیں ہوا-
9. عہد جاہلیت اور زمانہ اسلام میں کبھی چوری نہیں کی-
10. رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ کے مطابق میں نے قرآن مجید کو جمع کیا-[31]

بغض عثمان (رضی اللہ عنہ) کا نتیجہ نمازِ جنازہ سے محرومی:

بغض کسی مسلمان سے بھی ہو اس کی مذمت کی گئی ہے لیکن یہی بغض اگر خدانخواستہ اللہ اور اس کے محبوب مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا اللہ عزوجل کے کسی مقرب ولی سے ہو جائے تو اس کا لازمی نتیجہ دونوں جہانوں کی ناکامی اور ایمان کی محرومی کی صورت میں نکلتا ہے- جیسا کہ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے:

”سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہِ اقدس میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس پر نماز پڑھیں مگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس پر نماز نہیں پڑھی عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ نے بھی اس سے بغض رکھا ہے“-[32]

نوٹ: اس روایت میں اُن لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو اللہ عزوجل کے مقربین سے بغض کو نہ صرف ہوا دیتے ہیں بلکہ اسے تبلیغ دین سمجھتے ہوئے دن رات ایک کر دیتے ہیں-

سیدنا حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کا کشف:

حضرت عثمان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) کے آزاد کردہ غلام محجن (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں:

”ایک دن میں آپ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ آپ (رضی اللہ عنہ) کی زمین پر گیا، جہاں ایک عورت نے جو کسی تکلیف کا شکار تھی، آپ (رضی اللہ عنہ) کے پاس آکر عرض کیا: اے امیر المؤمنین! مجھ سے زنا کی غلطی ہو گئی، اس پر آپ (رضی اللہ عنہ) نے مجھ کو حکم فرمایا: اے محجن! اس عورت کو نکال دو، چنانچہ میں نے اس کو بھگا دیا، تھوڑی دیر بعد اس عورت نے آکر پھر کہا کہ میں نے تو زنا کیا ہے؛ پھر آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کہ اے محجن! اسے باہر نکال دو، میں نے دور بھگا دیا اور تیسری مرتبہ پھر اس عورت نے کہا- (اے خلیفہ وقت!) میں نے بلا شک و شبہ زنا کیا ہے (اور میرے تین مرتبہ کے اقرار پر حد زنا جاری فرمائی جائے)- پس حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: تجھ پہ افسوس اے محجن! میں اس عورت کو مصیبت کا شکار دیکھ رہا ہوں اور مصیبت و تکلیف ہمیشہ شر و فساد کا سبب ہوتی ہے- تم جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کو پیٹ بھر روٹی اور

[31] لسیوطی، عبد الرحمن بن أبي بكر، (المتوفى: 911هـ)، تاريخ الخلفاء، الطبعة الأولى: 1425هـ، (الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز)، باب: الخليفة الثالث: عثمان بن عفان رضي الله عنه، ج: 01

[32] الترمذي، محمد بن عيسى، سنن الترمذي، ایڈیشن دوم، (الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر (1395هـ)، بَابٌ فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج 5، ص: 624- رقم الحديث: 3709

تن بھر کپڑا دو، پس میں اس کو اپنے ساتھ لے گیا اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو آپ (رضی اللہ عنہ) نے مجھ کو حکم فرمایا- تھوڑے دنوں بعد جب اس کے ہوش و حواس ٹھکانے لگے اور وہ مطمئن ہوگئی تب حضرت عثمان غنی نے فرمایا کہ اچھا اب کھجور، آٹا اور کشمش سے ایک گدھا بھر کر کل اس کو جنگل کے باشندوں کے پاس لے جاؤ اور ان بادیہ نشینوں سے کہو کہ اس عورت کو اس کے کنبہ والوں اور اہل و عیال کے پاس پہنچادیں؛ چنانچہ میں کھجور، کشمش اور آٹے سے بھرے ہوئے گدھا لے کر اس کے ساتھ روانہ ہوا، میں نے راستہ چلتے چلتے کہا کہ کیا اب بھی تم اس کا اقرار کرتی ہو، جس کا تم نے امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) کے سامنے اقرار کیا تھا؟ وہ کہنے لگی نہیں ہر گز نہیں؛ کیونکہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ تو صرف مصیبتوں اور تکلیفوں کے پہاڑ پھٹ پڑنے سے کہا تھا؛ تاکہ حد لگادی جائے اور مصیبتوں سے نجات پاجاؤں"-[33]

حضرت عثمان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) کی کرامت:

ایک شخص کا بیان ہے کہ راستے میں میری نظر عورت پر پڑی پھر حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

"کیا دیکھ رہوں کہ تم میرے پاس آتے ہو اور تم پر (نظر بد کی وجہ سے) زنا کے آثار ہیں؟ (اس شخص نے کہا کہ) میں نے عرض کی: کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد وحی کا نزول ہوتا ہے (کیونکہ اس امر پر میرے علاوہ بظاہر کوئی مطلع نہیں تھا تو حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ فراست صادقہ ہے"-[34]

اسی طرح حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) کی حدیث پاک میں ہے کہ:

"رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے 7 کنکریاں اٹھائیں اور ان کنکریوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دستِ اقدس میں تسبیح بیان کی یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی - پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کنکریوں کو حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں رکھا تو انہوں نے تسبیح کی، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں رکھا تو انہوں نے تسبیح کی- پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں رکھا تو انہوں نے تسبیح کی"-[35]

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کا زہد و تقویٰ:

حضرت ابن سیرین (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں:

"یقیناً حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) رات کو زندہ رکھنے والے تھے (اور) ایک رکعت میں مکمل قرآن کریم تلاوت فرمایا کرتے تھے"-[36]

"المعجم الکبیر" میں یہی روایت ان الفاظ مبارک کے ساتھ موجود ہے:

"فَإِنَّهُ كَانَ يُحْيِي اللَّيْلَ كُلَّهُ فِي رَكْعَةٍ يَجْمَعُ فِيهَا الْقُرْآنَ"

"پس بے شک (حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) رات کو زندہ رکھنے والے تھے (اور) ہر رکعت میں پورا قرآن مجید تلاوت فرمایا کرتے تھے"-[37]

شانِ عثمان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) تعلیمات حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی روشنی میں:

جس خوش قسمت کو اللہ پاک اپنے قرب و وصال سے نوازتا ہے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے دل میں انبیاء و رسل (علیہم السلام)، اہل بیت و صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور اللہ عزوجل کے

[33] السیوطی، عبد الرحمن بن أبي بکر (المتوفی: 911ھ)، جامع الأحادیث، (ضبط نصوصه وخرج أحادیثه: فریق من الباحثین بإشراف د علی جمعة (مفتي الدیار المصریة) طبع علی نفقة: د حسن عباس زکی)، مسند عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنه، ج،29، ص:220-221-

[34] الرازي، محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، ایڈیشن: سوم (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1420ھ)، ج:21، ص:434-

[35] الطبراني، سلیمان بن أحمد، المعجم الأوسط، (دار القاهرة، دار الحرمین)، باب: من اسمه أحمد، رقم الحدیث: 1086، ج:02، ص:59-

[36] ابن أبي شیبة، أبو بکر بن أبي شیبة، عبد الله بن محمد بن إبراهیم بن عثمان، الکتاب المصنف في الأحادیث والآثار (الناشر: مکتبة الرشد، الریاض) باب في الرجل يقرأ السور في الركعة من رخص فيه، ج:01، ص:323، رقم الحدیث: 3690-

[37] محک الفقر (کلاں)

برگزیدہ بندوں کا ادب و احترام نہ ہو- ذیل میں سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی تعلیماتِ مبارکہ سے چند اقتباسات لکھنے کی سعی سعید کرتے ہیں جن میں دیگر اولوالعزم ہستیوں کے ساتھ ’’ذوالنورین سیدنا عثمان ابن عفان (رضی اللہ عنہ)‘‘ کا ذکرِ خیر ملتا ہے:

1- صدق صدیق و عدل عمر پُر حیا عثمان بود
گوئی فقرش از محمد شاہِ مرداں می ربود

’’(حضرت) صدیقؓ نے صدق، (حضرت) عمر نے عدل، (حضرت) عثمانؓ نے حیا اور شاہِ مرداں حضرت مولیٰ علیؓ نے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فقر کی دولت پائی‘‘-

2- ’’جب کوئی طالب مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں داخل ہوتا ہے تو سب سے پہلے چار نظریں اُس پر تاثیر کرتی ہیں- حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی نظر سے اُس میں صدق پیدا ہوتا ہے اور اُس کے وجود سے جھوٹ اور منافقت نکل جاتی ہے- حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی نظر سے اُس کے وجود میں عدل اور محاسبۂ نفس کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اُس کے وجود سے خطرات و خواہشاتِ نفسانی کا خاتمہ ہو جاتا ہے- حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی نظر سے اُس کے وجود میں ادب و حیا پیدا ہوتی ہے اور بے ادبی و بے حیائی ختم ہو جاتی ہے- حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی نظر سے اُس کے وجود میں علم و ہدایتِ فقر پیدا ہوتی ہے اور جہالت و حُبِّ دنیا ختم ہو جاتی ہے- اِس کے بعد وہ لائقِ تلقین ہو جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُسے دستِ بیعت فرما کر مراتبِ مرشدی پر پہنچاتے ہیں‘‘-[38]

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں اکابرینِ اُمت کا عقیدہ:

جس طرح اللہ عزوجل نے انبیاء کرام (علیہم السلام) کے مقام و مرتبے میں بھی درجہ بندی فرمائی ہے، اُن میں بھی اولوالعزم رُسل بھی ہیں اور پھر سب سے اعلیٰ ہمارے سردار، تاجدارِ کائنات، سرورِ انبیاء، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذاتِ بابرکات ہے اس طرح اکابرینِ اُمت نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے مقام و مرتبے کے بارے میں بھی اپنی آراء کا اظہار کیا ہے اور اس (صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے مقام و مرتبے) کے بارے میں اہل سنت کے عقیدہ کی ترجمانی کرتے ہوئے صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی بُرصوی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ:

’’اہل سُنت کا اجماع ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سب سے اول چاروں خلفاء راشدین (بالترتیب سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین، سیدنا علی المرتضیٰ) پھر عشرہ مبشرہ، پھر اصحابِ بدر پھر اصحابِ اُحد، حدیبیہ کے مقام پہ بیعت رضوان کرنے والے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہیں‘‘-[39]

وصالِ مبارک:

’’حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

’’جس دن عثمان کی شہادت واقع ہو گی اس دن آسمان کے فرشتے اس پر درود بھیجیں گے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ حضرت عثمان کیلیے خاص ہے یا تمام لوگوں کے لئے- آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا بلکہ خاص طور پر حضرت عثمان کے لیے ہے‘‘-[40]

آپ (رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ کی وہ برگزیدہ ہستی ہیں، جن کی شہادت کی خبر حضور رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی حیاتِ مبارک میں اپنی زبان گوہر فشاں سے فرما دی تھی، جس کا علم نہ صرف سیدنا عثمان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) کو تھا بلکہ اکثر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بھی یقینی علم تھا جیسا کہ روایت میں ہے:

’’حضرت کعب بن عُجرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فتنہ کا ذکر فرمایا اور اس کے قریب اور شدید ہونے کا بیان کیا- راوی کہتے ہیں پھر وہاں سے ایک آدمی گزرا جس نے چادر میں اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپا ہوا تھا (اس کو دیکھ کر) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اس دن یہ شخص حق پر ہو گا پس میں تیزی سے (اس کی طرف) گیا اور میں نے اس کو اس کی کلائی کے درمیان

[38] کلید التوحید (کلاں)

[39] حقی، إسماعيل بن مصطفىٰ رحمه الله، (المتوفى: 1127ھ)، روح البيان، زیر آیت، التوبه: 100، ج: 03، ص: 492

[40] الأصبهاني، أحمد بن عبد الله بن أحمد (المتوفى: 430ھ)، فضائل الخلفاء الأربعة (الناشر: دار البخاري للنشر والتوزيع، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، 1417ھ، 1997م، باب: فَضِيلَةٌ لِلْأَخِ الرَّضِيِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج 01، ص 182:

سے پکڑ لیا پس میں نے عرض کیا یہ ہے وہ شخص یا رسول اللہ (ﷺ)! (جس کے بارے میں آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ فتنہ میں یہ حق پر ہو گا) آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ہاں! پس وہ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) تھے"۔[41]

حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے خادم حضرت مسلم (ابو سعید) سے روایت ہے کہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے بیان فرمایا کہ:

"میں نے گزشتہ رات سیدی رسول اللہ (ﷺ) کی خواب میں زیارت کی آپ (ﷺ) کے ساتھ ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بھی ہیں، ان سب نے مجھے کہا ہے (اے عثمان) صبر کرو پس بے شک تم کل افطاری ہمارے پاس کرو گے پھر آپ (رضی اللہ عنہ) نے مصحف منگوایا اور اس کو اپنے سامنے کھول کر تلاوت فرمانے لگے اور اسی اثنا میں آپ (رضی اللہ عنہ) کو شہید کر دیا گیا اور وہ مصحف آپ (رضی اللہ عنہ) کے سامنے ہی تھا"۔[42]

مؤرخین اور محدثین کی کتب میں یہ لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان غنی ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) کا محاصرہ کیا گیا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا:

"اے میری قوم مجھے قتل نہ کرو پس بے شک میں والی (امیر المومنین) اور (تمہارا) مسلمان بھائی ہوں۔ پس خدا کی قسم جتنی میری طاقت ہوتی ہے اس کے مطابق میں صرف تمہاری اصلاح کا ارادہ کرتا ہوں چاہے اس میں میں ٹھیک ہوں یا میں خطاکار ہوں اور اگر تم مجھے شہید کرو گے تو کبھی بھی اکٹھے ہو کر نماز نہ پڑھ سکو گے اور نہ کبھی اکٹھے ہو کر جہاد کر سکو گے اور نہ تمہارا مالِ غنیمت تمہارے درمیان تقسیم کیا جائے گا"۔[43]

دیگر روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

"وَأَمَّا أَنْ تَقْتُلُونِي فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَتَلْتُمُونِي لَا تَحَابُّونَ بَعْدِي أَبَدًا، وَلَا تُقَاتِلُونَ بَعْدِي عَدُوًّا جَمِيعًا أَبَدًا"۔

"اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تم مجھے شہید کرو گے تو خدا کی قسم! اگر تم مجھے شہید کرو تو میرے بعد کبھی بھی باہم ایک دوسرے سے محبت نہ کر سکو گے اور نہ میرے بعد تم اکٹھے ہو کر کبھی دشمن سے جنگ کر سکو گے"۔[44]

پھر دنیا نے دیکھا کہ سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے بعد کیا ہوا کہ تمام مسلمان کبھی بھی ایک پلیٹ فارم پہ جمع نہ ہو سکے۔

یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) خلافت سے دست بردار ہو جاتے، دراصل یہ بھی ایک فرمان مصطفےٰ (ﷺ) کی تکمیل تھی جیسا کہ روایت ہے میں ہے:

"ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) بیان فرماتی ہیں کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی دن امر خلافت پر فائز کرے اور منافقین یہ ارادہ کریں کہ وہ تمہاری قمیص خلافت جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے پہنائی ہے اس کو تم اتار دو تو اسے ہرگز نہ اتارنا آپ (ﷺ) نے ایسا تین مرتبہ ارشاد فرمایا"۔

ابن عساکر کی ایک روایت کے مطابق:

"18 ذوالحج، 35ھ بروز جمعۃ المبارک آپ (رضی اللہ عنہ) کو 82 سال کی عمر میں شہید کیا گیا۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کی نماز جنازہ حضرت جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہ) نے ادا فرمائی اور آپؓ کی حُش (بنی غرقد کے قریب ایک باغ) کے مقام پہ تدفین کی گئی"۔[45]

خلاصہ کلام:

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی عظمتوں کا کیا کہنا کیونکہ تاریخ عالم میں ہمیں شاذ ہی کوئی ایسی مثال ملے گی کہ کسی کو اللہ

---

[41] احمد بن محمد بن حنبلؒ (المتوفى: 241ھ)، فضائل الصحابة رضی الله تعالی عنهم اجمعين، (بيروت، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1403ھ)، فَضَائِلُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رقم الحديث: 721، ج:01، ص:450

[42] احمد بن محمد بن حنبلؒ، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (بيروت، مؤسسة الرسالة، 1421ھ)، مُسْنَدُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رقم الحديث: 426، ج:01، ص:545

[43] ابن سعد، محمد بن سعدؒ (المتوفى: 230)، الطبقات الكبرى، (دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1410ھ) باب: عثمان بن عفان رضی الله تعالى عنه، ج،03، ص:49

[44] ابن ماجة، محمد بن يزيد، سنن ابن ماجه، (الحلب: دار إحياء الكتب العربية)، باب: فَضْلُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج:ا، ص:41- رقم الحديث: 112

[45] ابن عساكر، علي بن الحسنؒ (المتوفى: 571ھ)، تاريخ دمشق، (دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415ھ)، باب، عثمان بن عفان بن أبي العاص---، ج،39، ص،10

تعالیٰ "کابل" سے لے کر "مراکش" تک کے تمام علاقوں میں زمین کے طول و عرض میں حکومت دے اور اس کی حکمرانی کے خلاف چند مٹھی بھر لوگ بغاوت کر دیں اور وہ ان باغیوں کی سرکوبی سے صرف اس لیے روک دے کہ کہیں حرمتِ مدینہ پامال نہ ہو جائے اور اس کی ذات کے لیے کوئی جان تلف نہ ہو جائے- جبکہ صورت حال یہ ہو کہ جانثار رفقا، ارکان دولت اور تمام افواج اس کے حامی ہوں اور باغیوں کی سرکوبی کا مطالبہ بھی کر رہے ہوں- آپ (رضی اللہ عنہ) نے نہ مکہ کی حرمتوں کو خطرے میں پڑنے دیا، نہ مدینۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میدان جنگ بننے دیا، نہ آپ (رضی اللہ عنہ) نے اپنی جان کے تحفظ کے لیے دیارِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) چھوڑا اور نہ اپنے جانثار رفقا کی زندگی کو خطرے میں ڈالا بلکہ ظلم و ستم کے تمام وار اپنی جان اقدس پر جھیلے-

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے طرز حکومت میں عصر حاضر کیلئے بے شمار اسباق پنہاں ہیں- آپ (رضی اللہ عنہ) سن 24ھ کی ابتداء میں مجلس شوریٰ کے انتخاب سے تیسرے خلیفہ راشد اور امیر المومنین منتخب ہوئے- آپؓ کارِ خلافت شیخین کی سنت کے مطابق انجام دیتے تھے- آپ (رضی اللہ عنہ) اپنے نظامِ حکومت میں اسلامی تشریحات کو فوقیت دیتے اور کوشاں رہتے کہ ہر شعبہ حیات میں ان ہی تعلیمات کی پیروی رہے- ان قوانین اسلام کا اولین اطلاق حاکم وقت پر ہوتا- پھر اس کے نامزد والیان، عمال اور قضاۃ (گورنروں، وزرا اور ججوں) پر ہوتا تاکہ حکام کی سیرت اور قوانین کی پاسداری کا عمل رعایا کے لیے مشعل راہ بنے اور وہ قوانین کی پاسداری کریں- آپ (رضی اللہ عنہ) نے سابقہ اسلامی حکومتوں کی اتباع میں اسلامی دنیا کی وحدت کو برقرار رکھا- نظام عدل اور نظامِ اقتصاد میں برابری کو ملحوظ رکھا گیا- خلافت کی ذمہ داری اٹھانے کے بعد آپ (رضی اللہ عنہ) نے عصر فاروقی کی تمام پالیسیوں کو من و عن جاری رکھا- آپ (رضی اللہ عنہ) کا یہ عمل اس بات کا شعور دلاتا ہے کہ حکومتیں قومی نوعیت کے قوانین کو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر بدلتی نہ پھریں بلکہ قومی مفاد میں وجود میں آئی طویل مدتی پالیسیز کو جاری رکھا جانا چاہیے- عصر حاضر میں بھی اسلامی فلاحی ریاست کے خواہش مند کے لیے لازم ہے کہ وہ ریاستی اصولوں، ترجیحات کے تعین اور عدل و انصاف کی فراہمی میں عہد عثمانی سے رہنمائی لے-

محترم قارئین! حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) اپنی تمام تر صفات میں امت کے لیے راہبر و راہنما ہیں- آپ (رضی اللہ عنہ) کی زندگی کا جس جہت سے بھی مطالعہ کیا جائے، وہی جہت امت کے لیے بہترین نمونہ ہے- آپ (رضی اللہ عنہ) کی ذات مقدسہ اپنے اندر بے شمار صفات اور خصائص سمیٹے ہوئے ہے جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا- آپؓ اپنی زندگی میں عزم و استقلال کا کوہِ گراں تھے- آپ (رضی اللہ عنہ) نے اپنی جان تو قربان کر دی لیکن رہتی دنیا کیلئے ایک سبق چھوڑ گئے کہ آقا کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذاتِ اقدس سے عہد وفا پہ حرف نہیں آنا چاہیے اور نہ ہی اصولوں پہ سمجھوتہ کرنا چاہیے-

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صدقے ہمیں خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) سے محبت کرنے اور ان کی سیرت کو اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے- آمین!

جنت البقیع میں سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے روضہ مبارک کی نایاب تصویر

معروف عرب سکالر ڈاکٹر عرفان العلاوی الیمانی (وزٹنگ فیکلٹی کیمبرج یونیورسٹی) نے ادارہ کے ساتھ شیئر کی ہے جس پر ادارہ تہہ دل سے ان کا مشکور ہے-

سیدنا عثمان ابن عفان (رضی اللہ عنہ)

درآئینۂ قرآن

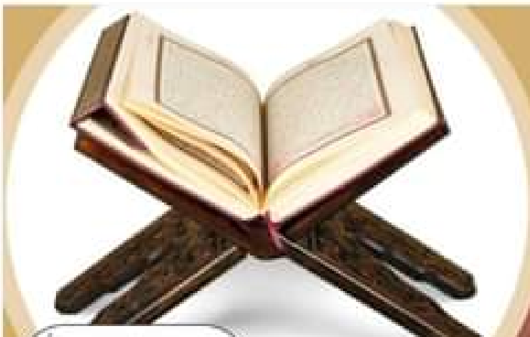

صاحبزادہ سلطان احمد علی
چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی پاک (ﷺ) کو ’’بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ‘‘ (ہدایت اور دینِ حق) کے ساتھ بھیجا تاکہ ’’لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ‘‘[1] (یہ دین تمام ادیان پہ غالب آجائے) کا اتمام ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کی اس عظیم دعوت کے ابلاغ اور انجام دہی کے لئے اپنے بندوں میں سے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) جیسے نفوسِ قدسیہ کو چُنا، جس پر قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں گواہیاں موجود ہیں۔

سورت نمل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى[2]

تم کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اس کے چُنے ہوئے بندے پر۔

امام ابن جریر ابو جعفر الطبری اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے [وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى] کے بارے میں فرمایا کہ:

أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ اِصْطَفَاهُمُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ[3]

اِس سے مُراد اصحابِ مُصطفےٰ (ﷺ) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم (ﷺ) کے لیے چن لیا۔

اسی حوالے سے حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ اِخْتَارَنِيْ وَاخْتَارَ لِيْ أَصْحَابًا[4]

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چُن لیا اور میرے لیے میرے صحابہ کرام کو چُن لیا۔

اِن نفوسِ قُدسیہ یعنی جماعت صحابہ کی حقانیت کو سُورۃ اِنفال میں یوں بیان فرمایا گیا:

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ[5]

یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

اصحابِ رسول (ﷺ) کا مقبولِ بارگاہِ الٰہی اور نمائندہ خدا ہونے کی حیثیت کو سُورۃ المجادلہ میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[6]

’’اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے، یاد رکھو! بے شک اللہ (والوں) کی جماعت ہی مراد پانے والی ہے‘‘۔

---

[1] الصف:9/التوبہ:33

[2] النمل:59

[3] تفسير الطبری لابن جرير أبو جعفر الطبری (المتوفى:310ھ)، جز:18، ص:98، الناشر: دار هجر

[4] السنة لابن أبي عاصم، (المتوفى:287ھ) جز:2، ص:483، الناشر: المكتب الإسلامي–بيروت

السنة لابی بكر بن الخلال (المتوفى:311ھ) جز:3، ص:515، الناشر: دار الراية–الرياض

المعجم الكبير للطبرانی (المتوفى:360ھ)، جز:17، ص:140، دار النشر: مكتبة ابن تيمية–القاهرة

أسد الغابة في معرفة الصحابة لابن الأثير الجزري (المتوفى:630ھ)، جز:3، ص:356، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

الإصابة في تمييز الصحابة لابن حجر العسقلاني (المتوفى:852ھ)، جز:4، ص:176، الناشر: دار الكتب العلمية–بيروت

[5] الانفال:4

[6] المجادلہ:22

صحابہ کرام کی مُسلّمہ و مصدقہ عالی حیثیت کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے ایمان کو معیارِ حق قرار دیتے ہوئے لوگوں کو اِن جیسا ایمان لانے کی دعوت دی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ ۭ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ[7]

اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے؟ وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔

اِس آیت مبارکہ کو دو حصوں میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ "وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ" کی تفسیر میں علامہ ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی، نیشاپوری، الشافعی (المتوفی: 468ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ جَمِيعُ الْمُفَسِّرِينَ: اَلْمُرَادُ بِالنَّاسِ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ[8]

تمام مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں الناس سے مراد اصحاب مصطفےٰ (ﷺ) اور آپ (ﷺ) پر ایمان لانے والے ہیں۔

اِس آیت کریمہ کے آخری الفاظ:

"اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ"

یہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی عظمت، رفعت اور قربِ خداوندی پر بمنزلہ مہر کے ثبت ہے۔

شارحِ صحیحین مفسرِ قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی (رحمۃ اللہ علیہ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" سنو یہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن ان کو علم نہیں ہے"۔

منافقین نے رسول اللہ (ﷺ) کے اصحاب کو جاہل کہا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور ان کی زیادہ جہالت بیان کی کہ وہ نہ صرف جاہل ہیں بلکہ ان کو اپنی جہالت کا علم بھی نہیں اور اس آیت میں قصر قلب ہے اور کئی وجہ سے تاکید ہے، قصر قلب کا تقاضا یہ ہے کہ اصحاب رسول جاہل نہیں ہیں بلکہ یہی (منافقین) جاہل ہیں اور اپنی جہالت سے بھی جاہل ہیں اور خود کو عالم سمجھ رہے ہیں اور اس جملہ کو اللہ تعالیٰ نے "الا۔ ان" اور اسمیت جملہ سے موکد فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ ہمیشہ ہمیشہ جہالت میں رہیں گے اور ان کو اپنی جہالت کا علم نہیں ہو گا- اور ایسی جہالت زیادہ لائق مذمت ہے کیونکہ جس شخص کو کسی چیز کا پتا نہ ہو اس میں صرف ایک جہالت ہے اور وہ بسا اوقات معذور ہوتا ہے اور جب اس کو اس چیز کا پتا چلتا ہے یا اس کو مسئلہ بتا دیا جائے تو اس کی جہالت زائل ہو جاتی ہے اور اس کو ہدایت سے نفع پہنچتا ہے اور جو شخص جاہل ہو اور اپنی جہالت سے بھی جاہل ہو اس میں دو جہالتیں ہیں - ایک مسئلہ سے جہالت، دوسری اپنی جہالت سے جہالت، اس کو جہل مرکب کہتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو سب و شتم کرنا اللہ کو بہت ناگوار ہے، منافقین نے ایک بار صحابہ کو جاہل کہا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت نازل کر دی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ جاہل نہیں بلکہ ان کو جاہل کہنے والے خود جاہل ہیں اور اپنی جہالت سے بھی جاہل ہیں اور ان کا جہل دائمی ہے- اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی جہل سے براءت کی اور ان کو جاہل کہنے والوں کی مذمت کی- منافقین نے تو ایک بار صحابہ کو جاہل کہا تھا لیکن جب تک قرآن مجید پڑھا جاتا رہے گا یہ کہا جاتا رہے گا کہ منافقین جاہل ہیں اور اپنی جہالت سے بھی جاہل اور دائمی جہل میں گرفتار ہیں- اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ پر سب و شتم کرنے والوں کا رد کرنا چاہیے اور صحابہ کا دفاع کرنا چاہیے کہ یہ سنت الہیہ ہے-[9]

جملہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے خلفاء اربعہ کو ایک منفرد حیثیت اور غیر معمولی مقام حاصل ہے-

[7] البقرہ: 13

[8] الوسیط في تفسير القرآن المجيد للواحدی (المتوفی: 468ھ)، جز: 1، ص: 89، الناشر: دار الكتب العلمية، بیروت – لبنان
تفسير النكت والعيون للماوردي (المتوفی: 450ھ)، جز: 1، ص: 75، الناشر: دار الكتب العلمية - بیروت/لبنان

[9] تفسیر تبیان القرآن، ج: 1، ص: 311، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، پاکستان

اجل ائمہ تفسیر نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلفاء اربعہ کی فضیلت کو ایک ہی آیت میں اکٹھے بیان فرمایا ہے اور وہ آیت مبارک یہ ہے - ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛ ۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا"

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں - اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا -

اِس آیت کی تفسیر میں امام ابو محمد بن ابو طالب اندلسی المالکی، محی السنہ امام بغوی، امام ثعلبی اور امام خازن جیسے اکابر ائمہ تفسیر لکھتے ہیں:

"وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ (رضی اللہ عنہ)، "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ" عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رضی اللہ عنہ)، "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ)، "تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا" عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (رضی اللہ عنہ)"

"وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" سے مراد حضرت ابو بکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں - "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ" سے مراد حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں - "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" سے حضرت مراد عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہیں، "تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا" سے مراد حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہیں -

پھر مزید اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"أَخْرَجَ شَطْأَهُ" أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ "فَآزَرَهُ" عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ "فَاسْتَغْلَظَ" عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَعْنِي اِسْتَغْلَظَ بِعُثْمَانَ الْإِسْلَامُ "فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ" عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَعْنِي اِسْتَقَامَ الْإِسْلَامُ بِسَيْفِهِ"

"أَخْرَجَ شَطْأَهُ" سے مراد حضرت ابو بکر الصدیقؓ ہیں، "فَآزَرَهُ" سے مراد حضرت عمر بن الخطابؓ ہیں، "فَاسْتَغْلَظَ" سے حضرت مراد عثمان بن عفانؓ ہیں یعنی حضرت عثمان سے اسلام مضبوط ہوا، "فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ" سے حضرت مراد علی بن ابی طالب یعنی آپ (رضی اللہ عنہ) کی تلوار سے اسلام کو استقامت ملی -

حدیث پاک میں خلفاء اربعہ (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ:

[10] الفتح:29

[11] الهداية إلى بلوغ النهاية لامام أبو محمد مكي بن أبي طالب الأندلسي المالكي (المتوفى: 437هـ) جز:11، ص:6981، الناشر: كلية الشريعة والدراسات الإسلامية

الكشف والبيان للثعلبي (المتوفى:427هـ)، جز:9، ص:66، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان

تفسير معالم التنزيل للبغوي الشافعي (المتوفى:510هـ)، جز:4، ص:245، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت

لباب التأويل في معاني التنزيل للخازن (المتوفى:741هـ)، جز:4، ص:172، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت

[12] الكشف والبيان للثعلبي (المتوفى:427هـ)، جز:9، ص:66، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان

تفسير معالم التنزيل للبغوي الشافعي (المتوفى:510هـ)، جز:4، ص:245، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت

تفسير سراج المنير للشربيني الشافعي (المتوفى:977هـ)، جز:4، ص:58، الناشر: مطبعة بولاق (الأميرية) – القاهرة

وَاخْتَارَ لِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ أَرْبَعَةً: أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ"

اور میرے اصحاب میں سے میرے لئے چار صحابہ کو چُن لیا ہے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی شیر خدا (رضی اللہ عنہم)۔

اِس تمہیدی گفتگو کو سمجھ لینے کے بعد یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہی وہ نفوس قدسیہ (صحابہ کرام) ہیں جن کے وسیلہ سے پُوری اُمت مسلمہ تک دین پہنچا ہے، قرآن پہنچا ہے، حدیث پہنچی ہے۔ اِنہی نفوسِ قدسیہ کے ربطِ محبت اور ربطِ عقیدت کے بغیر نہ تو دین کا تصور کیا جاسکتا ہے؟ نہ تو قرآن کا تصور کیا جاسکتا ہے؟ اور نہ تو اللہ کے پاک رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و آلِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سچی محبت کا تصور کیا جاسکتا ہے؟

شیخ الاسلام امام المتکلمین نجم الدین ابو حفص عمر النسفی "عقائد النسفی" میں لکھتے ہیں:

وَيُكَفُّ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ"

اور ذکر خیر کے علاوہ کسی طریقہ پر صحابہ کرام کے ذکر سے زبان کو روکا جائے۔

امام المتکلمین علامہ سعد الدین تفتازانی "شرح العقائد النسفیہ" میں لکھتے ہیں:

وَسَائِرُ الصَّحَابَةِ لَا يُذْكَرُوْنَ إِلَّا بِخَيْرٍ"

اور تمام صحابہ کرام کا ذکر (ہمیشہ) خیر کے ساتھ ہی کیا جائے۔

اِنہی نفوسِ قدسیہ میں سے عظیم شان و رفعت اور قدر و منزلت کی منفرد حامل شخصیت امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) ہیں جن کی زندگی کا ہر پہلو انسانیت کیلئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔

شرح الفقہ الاکبر میں ملا علی القاری المتوفی: 1014ھ سیدنا حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شان اور عظمت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وَهُوَ ذُوالنُّوْرَيْنِ كَمَا فِيْ نُسْخَةٍ لِأَنَّهُ تَزَوَّجَ بِنْتَيِ النَّبِيِّ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: لَوْ كَانَتْ لِيْ أُخْرٰى لَزَوَّجْتُهَا إِيَّاهُ وَيُقَالُ لَمْ يُجْمَعْ بَيْنَ بِنْتَيْ نَبِيٍّ مِنْ لَدُنْ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا عُثْمَانَ (رضی اللہ عنہ)۔"

اور ان کا لقب ذوالنورین ہے جیسے کہ ایک نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں کیونکہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دو بیٹیوں سے یکے بعد دیگر نکاح کیا تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ اگر میری اور بیٹی بھی ہوتی تو میں اس کو بھی حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں دے دیتا کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر کسی بھی امتی کے نکاح میں ایک ہی نبی کی دو بیٹیاں سوائے حضرت عثمان کے نہیں آئیں۔

مزید حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

فَلَوْ كُنَّ عَشْرًا لَزَوَّجْتُهُنَّ عُثْمَانَ"

اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ضرور ان کا نکاح (یکے بعد دیگرے) عثمان سے کر دیتا۔

آپ (رضی اللہ عنہ) کے فضائل میں کئی آیات مبارکہ بھی نازل ہوئی ہیں حصولِ برکت کیلئے کچھ یہاں بیان کر دیتے ہیں: لیکن ایک بات ذہن نشین رہے کہ بعض دفعہ ایک ہی آیت مبارک کے شانِ نزول میں مختلف اقوال ہوتے ہیں تو ہم صرف سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) سے متعلق ہی اقوال کو نقل کرنے کی کوشش کریں گے۔

---

[13] تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم، (المتوفى: 327هـ)، جز:13، ص:814، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز - المملكة العربية السعودية
الشريعة للآجُرِّيّ البغدادي (المتوفى: 360هـ)، جز:4، ص:1680، الناشر: دار الوطن - الرياض / السعودية

[14] شروع وحواشي العقائد النسفية، جز:1، ص:172، دالكتب العلمية، بيروت، لبنان

[15] شروع وحواشي العقائد النسفية، جز1، ص:173، دالكتب العلمية، بيروت، لبنان

[16] شرح الفقه الاكبر، جز:1، ص:62، قديمى كتب خانه آرم باغ، كراچی، پاكستان

[17] الآحاد والمثاني لابن ابي عاصم، (المتوفى: 287ه)، جز:5، ص:378، الناشر: دار الراية - الرياض
الشريعة لأبوبكر محمد بن الحسين الآجُرِّيّ البغدادى (المتوفى: 360ه)، جز:4، ص:941، الناشر: دار الوطن - الرياض / السعودية
المعجم الكبير لأبو القاسم الطبرانى (المتوفى: 360ه)، جز:22، ص:436، دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة

آیت:1

"أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ"[18]

"کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد سن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے"۔

ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر الازدی البلخی (المتوفی:150ھ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"نَزَلَتْ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَأَصْحَابِهِ رَحِمَهُمُ اللَّهُ"[19]

یہ آیت حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی (المتوفی:911ھ) اسباب النزول میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي يَوْمِ الْأَحْزَابِ، أَصَابَ النَّبِيَّ (ﷺ) وَأَصْحَابَهُ يَوْمَئِذٍ بَلَاءٌ وَحَصْرٌ"[20]

"حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ یہ آیت احزاب والے دن کے بارے نازل ہوئی، حضور نبی کریم (ﷺ) اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو اس دن مصیبت اور قید کا سامنا کرنا پڑا"۔

آیت:2

"مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"[21]

"ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے"۔

امام محمد بن احمد بن ابو بکر القرطبی (المتوفی: 671ھ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"رُوِيَ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا"

"روایت کی گئی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان اور عبد الرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہما) کی شان میں نازل ہوئی ہے"۔

"وہ اس طرح کہ رسول اللہ (ﷺ) نے جب لوگوں کو صدقہ پر اُبھارا جس وقت آپ (ﷺ) نے غزوہ تبوک کی طرف نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) چار ہزار لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) میرے پاس آٹھ ہزار تھے تو میں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے چار ہزار رکھے ہیں اور چار ہزار میں نے اپنے رب کو بطور قرض پیش کر دیے ہیں۔ تو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا:

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيمَا أَمْسَكْتَ وَفِيمَا أَعْطَيْتَ

اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے اس میں بھی جو تو نے گھر والوں کے لئے روک لیا اور اس میں بھی جو تو نے پیش کر دیا۔

حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ) اُس کی تیاری کا سامان میرے ذمہ ہے جس کے پاس تیاری کا سامان نہیں ہے، تو اِن دونوں کے بارے میں یہ آیت مبارک نازل ہوئی"۔[22]

[18] البقرہ:214

[19] تفسیر مقاتل بن سلیمان لابو الحسن مقاتل بن سلیمان الأزدي البلخي (المتوفى:150ھ)، جز:1، ص:182 الناشر: دار إحياء التراث، بيروت

[20] اسباب النزول للسیوطی (المتوفى:911ھ)، جز:1، ص:62، دار الفجر للتراث، القاہرہ

[21] البقرہ:261

[22] تفسیر بحر العلوم: لأبو الليث السمرقندي (المتوفى:373ھ)، جز:1، ص:228، دار الكتب العلميه، بيروت، لبنان

تفسیر الجامع لأحكام القرآن لامام قرطبی (المتوفى:671ھ)، جز:3، ص:303، الناشر: دار الكتب المصرية - القاهرة

تفسیر اللباب لأبو حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي (المتوفى:775ھ)، جز:4، ص:377، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان

آیت:3

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ[23]

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

امام ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی: 373ھ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

نَزَلَتْ فِيْ شَأْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ حِيْنَ اشْتَرَى بِئْرَ رُوْمَةَ، ثُمَّ جَعَلَهَا سَبِيْلًا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ[24]

یہ آیت حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل ہوئی، جب انہوں نے بئر رومہ خریدا پھر مسلمانوں کے لیے وقف کیا۔

امام محمد بن احمد بن ابو بکر القرطبی (المتوفی: 671ھ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قِيْلَ: إِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ)

کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان ابن عفان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا ہے جَيْشُ الْعُسْرَةِ غزوہ تبوک کی تیاری کے لئے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) ایک ہزار دینار لے کر حاضر ہوئے اور انہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گود میں ڈال دیا تو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا، آپ اپنا دست مبارک اُن میں داخل کرتے ہیں اور انہیں الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ:

مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ اللّٰهُمَّ لَا تَنْسَ هٰذَا الْيَوْمَ لِعُثْمَانَ

آج کے بعد ابن عفان نے جو عمل بھی کیا وہ ان کے لئے نقصان دہ نہیں، اے اللہ تو آج کے دن عثمان کو نہ بھولنا۔

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے دیکھا ہے۔ آپ فرما رہے تھے:

يَا رَبِّ عُثْمَانَ إِنِّيْ رَضِيْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ فَمَا زَالَ يَدْعُوْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَنَزَلَتْ: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى الْآيَةَ.[25]

اے عثمان کے رب میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہ، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلسل دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی اور یہ آیت نازل ہوئی:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى" الْآيَةَ.

مفسرین کرام میں سے ابن عطیہ اندلسی، ابو الحسن خازن، امام جوزی، امام ثعلبی امام الماوردی اور علاوہ ازیں نے بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مبارک سیدنا حضرت عثمان ابن عفان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[26]

---

[23] البقرہ:262

[24] تفسیر بحر العلوم لأبو اللیث السمرقندي (المتوفی:373ھ)، جز:1، ص:229، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

[25] الجامع لأحکام القرآن لامام قرطبي (المتوفی:671ھ)، جز3، ص:306، الناشر: دار الکتب المصریة – القاهرة

العجاب في بيان الأسباب لابن حجر العسقلاني (المتوفی:852ھ)، جز:1، ص:621، الناشر: دار ابن الجوزي

أسباب نزول القرآن للواحدي، النيسابوري، الشافعي (المتوفی:468ھ)، جز:1، ص:89، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

معالم التنزيل في تفسير القرآن لامام البغوي الشافعي (المتوفی:510ھ)، جز:1، ص:360، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت

[26] المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز لابن عطية الأندلسي المحاربي (المتوفی:542ھ)، جز:1، ص:356، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت

تفسير لباب التأويل في معاني التنزيل لامام أبو الحسن الخازن (المتوفی:741ھ)، جز:1، ص:199، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت

تفسير السراج المنير للخطيب الشربيني الشافعي (المتوفی:977ھ)، جز:1، ص:176، الناشر: مطبعة بولاق (الأميرية) - القاهرة

زاد المسير في علم التفسير لامام الجوزي (المتوفی:597ھ)، جز:1، ص:238، الناشر: دار الكتاب العربي – بيروت

الكشف والبيان عن تفسير القرآن لابو اسحاق الثعلبي (المتوفی:427ھ)، جز:2، ص:258، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان

تفسير النكت والعيون للماوردي البغدادي (المتوفی:450ھ)، جز:1، ص:337، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت/لبنان

آیت:4

يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ[27]

اے ایمان والو! اللہ و رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اس حال میں کہ تم جانتے ہو۔

علامہ ابن عطیۃ الاندلسی المحاربی (المتوفی:542ھ) اِسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هٰذَا خِطَابٌ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ هُوَ يَجْمَعُ أَنْوَاعَ الْخِيَانَاتِ كُلَّهَا قَلِيلَهَا وَ كَثِيرَهَا[28]

یہ قیامت تک کے تمام مومنین کے لیے خطاب ہے اور یہ ہر چھوٹی بڑی خیانت کو شامل ہے۔

ابن جریر ابو جعفر الطبری (المتوفی:310ھ) اِسی آیت کی تفسیر میں یہ قول بھی نقل فرمایا ہے:

عن عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ يَقُولُ: نَزَلَتْ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا} [الأنفال:27] فِي أَبِي لُبَابَةَ وَقَالَ آخَرُونَ: بَلْ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ عُثْمَانَ (رضی اللہ عنہ)[29]

حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا} [الانفال:27] یہ آیت حضرت ابو لبابہ کے بارے میں نازل ہوئی اور متاخرین مفسرین نے فرمایا بلکہ یہ آیت حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل ہوئی۔

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي قَتْلِ عُثْمَانَ (رضی اللہ عنہ)[30]

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے بارے نازل ہوئی، (کیونکہ اِس طرح کا فتنہ و فساد برپا کرنا اللہ و رسول کے ساتھ خیانت ہے)

آیت:5

وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ[31]

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے ان کے نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ نہ دکھاتا بے شک ہمارے رب کے رسول حق لائے اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی صلہ تمہارے اعمال کا۔

امام الفقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی الحنفی (المتوفی:373ھ) اِس آیت مبارک "وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَنَحْوِهِمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَمَنْ تَابَعَهُمْ عَلَى سُنَّتِهِمْ وَمِنْهَاجِهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ[32]

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی حضرت علی (رضی اللہ عنہم) اور اُن جیسے دیگر اصحاب مُصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قیامت تک اُن کے راستے پر چلنے والے لوگوں کے بارے نازل ہوئی۔

امام احمد ابن حنبل، امام عبد الرزاق الصنعانی، امام بیضاوی، امام ابو جعفر الطبری، نعیم بن حماد المروزی اور دیگر کئی محدثین و مفسرین اِسی آیت کی تفسیر میں اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کا قولِ مبارک لکھتے ہیں:

---

[27] الانفال:27
[28] المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز لابن عطية الأندلسي (المتوفى:542ھ)، جز:2، ص:517، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت
[29] تفسير طبری لابن جرير ابو جعفر الطبری (المتوفى:310ھ)، جز:13، ص:482، الناشر: مؤسسة الرسالة
[30] تفسير طبری لابن جرير ابو جعفر الطبری (المتوفى:310ھ)، جز:13، ص:482، الناشر: مؤسسة الرسالة
تفسير القرآن العظيم لابن كثير (المتوفى:774ھ)، الناشر: دار الكتب العلمية، -بيروت
الدر المنثور للسيوطی (المتوفى:911ھ)، جز:4، ص:50، الناشر: دار الفكر – بيروت
[31] الاعراف:43
[32] تفسير بحر العلوم لأبو الليث السمرقندی (المتوفى:373ھ)، جز:1، ص:541، دار الكتب العلميه، بيروت، لبنان

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ (رضی اللہ عنہ) إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللهُ تَعَالَى فِيهِمْ: وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ، رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ

حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر (رضی اللہ عنہم) بھی اُن لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ، رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ "[33]

آیت :6

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں اپنے کسی کام کیلئے تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو اور ان کے لئے اللہ سے معافی مانگو، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حافظ ابن کثیر (المتوفی: 774ھ) اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو (حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے) ادب کی تعلیم دے رہا ہے کہ جس طرح آتے ہوئے اذن طلب کرنا چاہیے، اسی طرح واپس جاتے وقت بھی اجازت مانگنی چاہیے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اجازت کے بغیر واپس نہیں جانا چاہیے اور یہ کامل مومن ہونے کی دلیل ہے"۔[34]

امام ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی (المتوفی: 373ھ) اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں

وَقَالَ مُقَاتِلٌ: نَزَلَتْ فِي شَأْنِ عُثْمَانَ حِينَ اِسْتَأْذَنَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِالرُّجُوعِ إِلَى أَهْلِهِ فَأَذِنَ لَهُ. ثُمَّ قَالَ: وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللهُ أَيْ فِيمَا اِسْتَأْذَنُوكَ مِنَ الرُّجُوعِ بِغَيْرِ حَاجَةٍ لَهُمْ. إِنَّ اللهَ غَفُورٌ لِمَنْ تَابَ رَحِيمٌ بِهِ[35]

حضرت مقاتل نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل ہوئی جب انہوں نے غزوہ تبوک میں گھر واپسی کی اجازت طلب کی پس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں اجازت فرمادی پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حکم ہوا کہ آپ ان کیلئے استغفار فرمائیں جنہوں نے بلا وجہ آپ سے واپسی کی اجازت طلب کی، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

آیت :7

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

[33] تفسیر عبد الرزاق لامام عبد الرزاق بن همام الصنعانی (المتوفی:211ھ)، جز:2، ص:80، الناشر: دار الکتب العلمیة۔بیروت
تفسیر الطبری لابن جریر أبو جعفر الطبری (المتوفی:310ھ)، جز:10، ص:199، الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزیع والإعلان
انوار التنزیل واسرار التاویل للبیضاوی (المتوفی:685ھ)، جز:3، ص:13، الناشر: دار إحیاء التراث العربی، بیروت
کتاب الفتن لابو عبد الله نعیم بن حماد المروزی (المتوفی:228ھ)، جز:1، ص:85، الناشر: مکتبة التوحید۔القاهرة
فضائل الصحابة لامام احمد بن حنبل الشیبانی (المتوفی:241ھ)، جز:2، ص:618، الناشر: مؤسسة الرسالة۔بیروت
السنة لابی بکر بن الخلّال البغدادی الحنبلی (المتوفی:311ھ)، جز:2، ص:390، الناشر: دار الرایة۔الریاض
شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة للالکائی (المتوفی:418ھ)، جز:7، ص:1433، الناشر: دار طیبة۔السعودیة
[34] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر (المتوفی:774ھ)، جز:6، ص:81، الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت
[35] تفسیر بحر العلوم لابو اللیث السمرقندی (المتوفی:373ھ)، جز:2، ص:526، دار الکتب العلمیه، بیروت، لبنان

کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

علامہ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی، النیشاپوری، الشافعی (المتوفی: 468ھ) نے اِسی آیت "أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ" کی تفسیر میں یہ قول بھی نقل فرمایا ہے:

"وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَزَلَتْ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ"[36]

حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام عبد الرحمان بن محمد ابن ابی حاتم (المتوفی: 327ھ) اس آیت کی تفسیر میں اسی قول کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے یہ اس لئے فرمایا کہ حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) رات کو بکثرت نماز پڑھا کرتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے حتی کہ وہ ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے"۔[37]

آیت:8

"وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ"[38]

اور وہ جو بتوں کی پوجا سے بچے اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے انہیں کے لئے خوشخبری ہے تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن اَبی بکر القرطبی (المتوفی: 671ھ)، اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی نقل فرمایا ہے:

"رُوِيَ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدٍ وَسَعِيدٍ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ"[39]

روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد، حضرت سعید، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں نازل ہوئی۔

آیت:9

"آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ"[40]

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا تو جو تم میں ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

امام جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ) اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"نزلت فی عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) فإنه جهز جيش العسرة."[41]

یہ آیت مبارک حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے جیش العسرۃ کو سامان مہیا کیا۔

---

[36] اسباب نزول القرآن للواحدی النیسابوری، الشافعی (المتوفی:468ھ) جز:1، ص:368، الناشر: دار الإصلاح – الدمام
تفسیر القرآن للسمعانی (المتوفی:489ھ)، جز:4، ص:461، الناشر: دار الوطن، الریاض – السعودیة
الوسیط فی تفسیر القرآن للواحدی النیسابوری، الشافعی (المتوفی:468ھ)، جز:3، ص:573، الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان
تفسیر الدر المنثور للسیوطی (المتوفی:911ھ)، جز:7، ص:214، الناشر: دار الفکر – بیروت
تفسیر روح المعانی للألوسی (المتوفی:1270ھ)، جز:12، ص:237، الناشر: دار الکتب العلمیة – بیروت

[37] تفسیر ابن ابی حاتم لامام ابن ابی حاتم المتوفی:327، جز10، ص:3248، الناشر: مکتبہ نزار مصطفی، مکہ مکرمہ

[38] الزمر:17

[39] تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی (المتوفی:671ھ)، جز:15، ص:244، الناشر: دار الکتب المصریة - القاهرة
تفسیر التسهیل لعلوم التنزیل لابن جزی الغرناطی (المتوفی:741ھ)، جز:2، ص:219، الناشر: شرکة دار الأرقم بن أبی الأرقم، بیروت
تفسیر روح البیان لإسماعیل حقی الحنفی (المتوفی:1127ھ)، جز:8، ص:89، الناشر: دار الفکر، بیروت

[40] الحدید:7

[41] معترک الاقران فی اعجاز القرآن، للسیوطی (المتوفی:911ھ)، جز:2، ص:509، دار النشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، لبنان

آیت:10

"وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْاؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ"

اور تمھیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا وارث اللہ ہی ہے تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

علامہ ابو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار ابن احمد المروزی السمعانی (المتوفی: 489ھ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وَ ذَكَرَ النَّقَاشُ أَنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ) وَكَانَ قَدْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَ أَعْطَى سَبْعَمِائَةٍ وَ ثَلَاثِيْنَ بَعِيْرًا وَ أَعْطَى سَبْعِيْنَ فَرَسًا. وَكَانَ أَعْطَاهَا بِآلَاتِهَا"

اور نقاش نے ذکر کیا کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی اور انہوں نے جیش العسرۃ کے موقعہ پر 733 اونٹ اور 70 گھوڑے سامان سمیت دیئے۔

آیت:11

"یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً"

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی (المتوفی: 671ھ) ان آیات کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

"وَرَوَى الضَّحَّاكُ إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ) حِيْنَ وَقَفَ بِئْرَ رُوْمَةَ"

حضرت ضحاک نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے بئر رومہ کو وقف کیا۔

آیت:12

"سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى"

عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے۔

امام فخر الدین الرازی (المتوفی: 606ھ) اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"قِيْلَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ"

کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آیت:13

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى"

بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا

امام قرطبی (المتوفی: 671ھ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[42] الحدید:10

[43] تفسیر القرآن للسمعانی (المتوفی:489ھ)، جز:5، ص:367، الناشر: دار الوطن، الریاض–السعودیة

[44] الفجر:27-28

[45] تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی (المتوفی:671ھ)، جز:20، ص:58، الناشر: دار الکتب المصریة–القاھرة

تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر (المتوفی:774ھ) جز:8، ص:400، الناشر: دار طیبة للنشر والتوزیع

تفسیر اللباب لابو حفص سراج الدین عمر بن علی بن عادل الحنبلی (المتوفی:775ھ)، جز:20، ص:336، الناشر: دار الکتب العلمیة–بیروت

تفسیر الدر المنثور للسیوطی (المتوفی:911ھ)، جز:8، ص:514، الناشر: دار الفکر–بیروت

[46] الاعلی:10

[47] التفسیر الکبیر للرازی (المتوفی:606ھ)، جز:31، ص:34، الناشر: دار إحیاء التراث العربی–بیروت

[48] الاعلی:14

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: نَزَلَتْ فِيْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ)"[49]

حضرت عطاء (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے-

خلاصۂ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن کی سماجی و معاشرتی حیثیت کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرمائے: "أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا"، جن کی عظمت میں آقا کریم (ﷺ) یہ ارشاد فرمائیں: "وَاخْتَارَ لِيْ أَصْحَابًا"، جن کی بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت کا یہ عالم ہو: "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ"، جن کے ایمان کا یہ عالم ہو کہ رب تعالیٰ لوگوں سے فرمائے "اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ" کہ ان جیسا ایمان لے آؤ تب قبول کیا جائے گا-یعنی جن کے ایمان کو اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے بطور کسوٹی کے بیان فرمائے، جن کے کردار کا یہ عالم ہو کہ محبوب خدا (ﷺ) اپنی امت سے فرمائیں: "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ"[50] جن کی "authenticity" کا یہ عالم ہو کہ آقا کریم (ﷺ) امت سے فرمائیں "أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِأَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ"[51] تو یقیناً ان سے صرف محبت ہی کی جا سکتی ہے ان سے صرف پیار کا رشتہ ہی استوار کیا جا سکتا ہے کیونکہ محبوبِ خدا (ﷺ) اور ہمارے درمیان، قرآن اور ہمارے درمیان، دین اسلام اور ہمارے درمیان، آلِ رسول اور ہمارے درمیان، ان کے علاوہ کوئی واسطہ و ربط نہیں ہے جو ہمیں ان تمام سے جوڑ سکے-

خدارا! اسی ربط اور رشتے کو کمزور نہ ہونے دیں-اگر یہ ربط اور رشتہ کمزور ہو گیا تو نہ تو دین کا فیض نصیب ہو سکے گا، نہ تو قرآن کا نور میسر آسکے گا، نہ محبوبِ خدا اور آلِ رسول (ﷺ) سے محبت نصیب ہو سکے گی-اسی ربط اور رشتے کی ایک لڑی دامادِ رسول (ﷺ)، امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان ذو النورین (رضی اللہ عنہ) بھی ہیں-جن کی شان و عظمت میں بارگاہِ الٰہی سے کئی آیات مبارکہ نازل کی گئیں-جن کو محبوبِ خدا (ﷺ) کی بارگاہ سے "عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ" اور "مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ" کی سند عطا کی گئی ہو، جو صفتِ حیاء اور سخاوت میں اوجِ ثریا پہ متمکن ہوں، جن کی حیاء کا یہ عالم ہو کہ آقا کریم (ﷺ) فرمائیں "أَشَدُّ أُمَّتِيْ حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ"[52] میری امت میں سب سے زیادہ حیاء والے عثمان بن عفان ہیں، جو "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ" میں سے ایک مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہوں-اس لئے ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم ان سے محبت و عقیدت کا رشتہ استوار کریں اور ان کے کردار میں خود کو ڈھالنے کی کوشش کریں-اسی میں ہمارے لئے بھلائی اور خیر ہے-

☆☆☆

[49] تفسیر الجامع لأحکام القرآن للقرطبي (المتوفى:671ھ)، جز:20، ص:22، الناشر: دار الکتب المصرية-القاهرة

[50] السنة للمروزي (المتوفى:294ھ)، جز:1، ص:27، الناشر: مؤسسة الکتب الثقافية-بيروت

شرح مشکل الآثار لأبو جعفر الطحاوي (المتوفى:321ھ)، جز:3، ص:223، الناشر: مؤسسة الرسالة

شرح معاني الآثار لأبو جعفر الطحاوي (المتوفى:321ھ)، جز:1، ص:80، الناشر: عالم الکتب

الشريعة للآجُرِّيّ البغدادي (المتوفى:360ھ)، جز:4، ص:1703، الناشر: دار الوطن-الرياض/السعودية

شرح السنة للبغوي الشافعي (المتوفى:516ھ)، جز:4، ص:119، لناشر: المکتب الإسلامي-دمشق، بيروت

مشکاة المصابيح للتبريزي (المتوفى:741ھ)، جز:1، ص:58، الناشر: المکتب الإسلامي-بيروت

[51] الشريعة للآجُرِّيّ البغدادي (المتوفى:360ھ)، جز:4، ص:1690، الناشر: دار الوطن-الرياض/السعودية

الإبانة الکبرى لابن بطة العکبري (المتوفى:387ھ)، جز:2، ص:564، الناشر: دار الراية للنشر والتوزيع، الرياض

مشکاة المصابيح للتبريزي (المتوفى:741ھ)، کتاب المناقب، الناشر: المکتب الإسلامي-بيروت

[52] السنة لابن ابي عاصم، لأبو بکر بن أبي عاصم (المتوفى:287ھ)، جز:2، ص:587، الناشر: المکتب الإسلامي-بيروت

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبو نعيم الأصبهاني (المتوفى:430ھ)، جز:1، ص:56، الناشر: دار الکتاب العربي-بيروت

الفتح الکبير للسيوطي (المتوفى:911ھ)، جز:1، ص:177، الناشر: دار الفکر-بيروت/لبنان

الصواعق المحرقة لابن حجر الهيتمي (المتوفى:974ھ)، جز:1، ص:315، الناشر: مؤسسة الرسالة-لبنان

فضائلِ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ)

احادیث صحیحہ کی روشنی میں

مفتی محمد صدیق خان قادری

اللہ تعالیٰ نے آقا کریم (ﷺ) کو لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کیلئے اس کائنات میں مبعوث فرمایا۔ رسول کریم (ﷺ) نے اپنی رسالت کا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے دعوتِ الی الحق کا آغاز کیا اور لوگوں کو اپنے معبودِ حقیقی کی طرف بلایا۔ پس جو بھی خوش نصیب اور سعادت مند آپ کی دعوت اور پکار پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی صحبت و رفاقت میں آتے گئے وہ شرف صحابیت سے مشرف ہوتے گئے اور آپ کی نسبت اور صحبت کی وجہ سے دیگر مؤمنین سے مقامات اور مرتبہ میں ممتاز ہوتے گئے تاریخ ان خوش نصیبوں کو صحابہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

ان صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے آقا کریم (ﷺ) کی معیت میں دینِ حق کی خاطر جان و مال اور جائیداد و وطن کی قربانیاں پیش کیں اور سفر و حضر میں دن رات آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ یہی صحابہ ہیں کہ جو عشق و وفا، اخلاص و محبت، عدل و انصاف، اخوت و مساوات، صبر و تحمل کی اس معراج کو پہنچے کہ اللہ نے انہیں "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" کے تمغے عطا کیے اور رسول اکرم (ﷺ) نے اس دنیا میں ہی انہیں جنت کی بشارت عطا کی۔ انہوں نے عشق و وفا اور اخلاص و محبت کی ایسی داستانیں رقم کیں کہ انہیں آقا کریم (ﷺ) نے امامت و ہدایت کی سند عطا کی اور فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں جو ان کی اقتدا کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا۔

ان صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر آپ (ﷺ) کے فیضان کا یہ اثر تھا کہ ہر ایک صحابی کسی نہ کسی وصف اور کمال میں منفرد ہوتا گیا۔ کوئی صداقت میں یکتا نظر آتا ہے تو کوئی عدالت کا علمبردار ہے، کوئی سخاوت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تو کوئی شجاعت میں بے مثال ہے۔ انہیں جانثار اور وفا شعار صحابہ میں سے سخاوت میں بے مثال، شرم و حیاء کے پیکر، دامادِ رسول (ﷺ) غنی اور ذوالنورین جیسے القابات سے نواز دیئے جانے والے جامع القرآن خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی ذات مبارکہ بھی ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایسے منفرد اعزازات و انعامات سے نوازا ہے جو کسی اور کے حصے میں نہیں آئے۔ رسول اکرم (ﷺ) کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپؓ کے نکاح میں آنے کی وجہ سے ذوالنورین کے لقب سے نوازے گئے۔

اسی شرف کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی ادبی پیرائے میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

> نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
> ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

عشق و وفا کے پیکر نے عشق و وفا کی ایسی داستانیں رقم کیں جن کی آج تک نظیر نہیں ملتی۔ یہی حضرت عثمان غنیؓ ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ (ﷺ) کے حکم پر کفر کے گڑھ میں اپنے آپ کو بطور ایلچی پیش کر دیا اور ان کی شہادت کی افواہ پھیلنے پر آپ (ﷺ) نے ان کی خاطر اپنے تمام صحابہ کرام سے بیعت لی اور اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیا۔ یہی حضرت عثمان غنیؓ ہیں جو کہ جنگ بدر کے موقع پر اپنی زوجہ محترمہ جو کہ بنتِ رسول تھیں ان کی عیادت کی خاطر جب پیچھے رہ گئے تو پھر بھی مال غنیمت میں سے حصہ اور جہاد کے اجر کے مستحق قرار پائے۔ یہی عثمان غنی ہیں کہ جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اور یہی حضرت عثمان غنیؓ کی ذات ہے کہ شہادت کے

وقت قرآن سامنے ہوتا ہے اور خون کے قطرے قرآن پاک پر گرتے ہیں۔

آیئے ایسے وفا شعار منبع جود و سخا، پیکر عشق و محبت کے کچھ فضائل احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ:

"حضور نبی کریم (ﷺ) ایسی جگہ بیٹھے تھے جہاں پانی تھا اور (ٹانگیں پانی میں ہونے کے باعث) آپ (ﷺ) کے دونوں گھٹنوں سے یا ایک گھٹنے سے کپڑا اٹھا ہوا تھا پس جب حضرت عثمان آئے تو آپ نے اسے ڈھانپ لیا۔[1]

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ:

"حضور نبی کریم (ﷺ) میرے گھر میں (بستر پر) لیٹے ہوئے تھے۔ اس عالم میں کہ آپ کی دونوں پنڈلیاں مبارک کچھ ظاہر ہو رہی تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے اجازت طلب کی تو آپ (ﷺ) نے اجازت دے دی اور آپ اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے پھر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی تو آپ (ﷺ) نے اجازت دے دی اور آپ اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے پھر حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اجازت طلب کی تو حضور نبی کریم (ﷺ) اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرما لیے۔ محمد راوی کہتے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک دن کا واقعہ ہے حضرت عثمان آکر باتیں کرتے رہے جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) حضرت ابو بکر آئے تو آپ (ﷺ) نے ان کا فکر و اہتمام نہیں کیا۔ حضرت عمر آئے تب بھی آپ (ﷺ) نے ان کا فکر و اہتمام نہیں کیا، اور جب حضرت عثمان آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا میں اس شخص سے کیسے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں"۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) روایت کرتے ہیں کہ:

"حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ میری امت میں سے سب سے زیادہ حیادار عثمان بن عفان ہے"۔[3]

حضرت ابو موسیٰ اشعری (رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں:

ایک دن حضور نبی اکرم (ﷺ) مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لکڑی جو آپ (ﷺ) کے پاس تھی اس کو پانی اور مٹی میں پھیر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص نے دروازہ کھولنے کیلیے کہا آپ (ﷺ) نے فرمایا دروازہ کھول کر اسے جنت کی بشارت دے دو، حضرت ابو موسیٰ اشعری نے کہا آنے والے حضرت ابو بکرؓ تھے میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی، پھر ایک شخص نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا آپ (ﷺ) نے فرمایا دروازہ کھول کر اس کو بھی جنت کی بشارت دے دو، حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں میں گیا تو وہ حضرت عمرؓ تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی، پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا حضور نبی کریم (ﷺ) بیٹھ گئے اور فرمایا دروازہ کھول دو اور اس کو مصائب و آلام کے ساتھ جنت کی بشارت دے دو، تو وہ حضرت عثمان بن عفان تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور جنت کی بشارت دے دی اور جو کچھ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا تھا وہ کہہ دیا، حضرت عثمانؓ نے کہا: اے اللہ صبر عطاء فرما، یا اللہ تو ہی مستعان ہے۔[4]

حضرت سہل بن سعد ساعدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے:

"ایک آدمی نے حضور اکرم (ﷺ) سے پوچھا: کیا جنت میں بجلی ہو گی آپ (ﷺ) نے فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک عثمان جب جنت میں منتقل ہو گا تو پوری جنت اس کی وجہ سے چمک اٹھے گی"۔[5]

حضرت عبد اللہ بن سہر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ بیشک ایک آدمی حضرت سعید بن زید کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ:

"میں عثمان سے بہت زیادہ بغض رکھتا ہوں اتنا بغض میں نے کسی سے کبھی بھی نہیں رکھا۔ تو آپ نے فرمایا تو نے بہت ہی بری بات کہی ہے، تو نے ایک ایسے آدمی سے بغض رکھا جو کہ اہل جنت میں سے ہے"۔[6]

---

[1] (صحیح البخاری، ج:5، ص:13)
[2] (صحیح مسلم، ج:4، ص:1866)
[3] (حلیۃ الاولیاء، ج:1، ص:56 و کتاب السنۃ ج:2، ص:587)
[4] (صحیح مسلم، ج:4، ص:1867)
[5] (المستدرک علی الصحیحین، ج:3، ص:105)
[6] (فضائل الصحابۃ، ج:2، ص:570)

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم (ﷺ) کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ اس پر نماز پڑھیں مگر آپ نے اس پر نماز نہ پڑھی عرض کیا گیا، یا رسول اللہ (ﷺ) ہم نے آپ کو کسی کی نمازِ جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا آپ (ﷺ) نے فرمایا یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ نے بھی اس سے بغض رکھا ہے"۔[7]

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں:

"بے شک حضور نبی کریم (ﷺ) بدر والے دن کھڑے ہوئے اور فرمایا: بے شک عثمان اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے کام میں مصروف ہے اور بے شک میں اس کی بیعت کرتا ہوں اور حضور نبی کریم (ﷺ) نے مال غنیمت میں سے بھی آپ کا حصہ مقرر کیا اور آپ کے علاوہ جو کوئی اس دن غائب تھا اس کیلئے حصہ مقرر نہیں کیا"۔[8]

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

"جب حضور نبی اکرم (ﷺ) نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سفیر بن کر مکہ والوں کے پاس گئے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے آقا کریم (ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت کی پس حضور پاک (ﷺ) نے فرمایا: عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہے یہ فرما کر آپ (ﷺ) نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا پس حضرت عثمان کے لئے حضور نبی کریم (ﷺ) کا دست مبارک لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے (کئی گنا) اچھا تھا"۔[9]

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

"حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ایک ہزار دینار لے کر آقا کریم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب جیش عسرہ کی روانگی کا سامان ہو رہا تھا۔ آپ نے اس رقم کو آقا کریم (ﷺ) کی گود میں ڈال دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت حضور نبی اکرم (ﷺ) کو دیکھا کہ ان دیناروں کو اپنی گود میں دست مبارک سے الٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے، عثمان آج کے بعد جو کچھ بھی کرے گا اسے کوئی بھی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا، آپ (ﷺ) نے یہ جملہ دو بار ارشاد فرمایا"۔[10]

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ:

"حضور نبی کریم (ﷺ) کوہِ احد پر تشریف لے گئے آپ (ﷺ) کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) تھے، تو اسے وجد آگیا (وہ خوشی سے جھومنے لگا) پس آپ (ﷺ) نے اسے قدم مبارک سے ٹھوکر بھی لگائی اور فرمایا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے"۔[11]

حضرت کعب بن عجرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ:

"حضور نبی اکرم (ﷺ) نے فتنہ کا ذکر فرمایا اور اس کے قریب اور شدید ہونے کو بیان کیا راوی کہتے ہیں، پھر وہاں سے ایک آدمی گزرا جس نے چادر میں اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپا ہوا تھا (اس کو دیکھ کر) آپ (ﷺ) نے فرمایا: اس دن یہ شخص حق پر ہو گا پس میں تیزی سے (اس کی طرف) گیا اور میں نے اس کو اس کی کلائی کے درمیان سے پکڑ لیا پس میں نے عرض کیا یہ ہے وہ شخص یا رسول اللہ! (جس کے بارے میں آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ زمانہ فتنہ میں یہ حق پر ہو گا) آپ (ﷺ) نے فرمایا: ہاں! پس وہ عثمان بن عفانؓ تھے"۔[12]

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) جنگ بدر میں حاضر نہ ہوئے تھے (اس کی وجہ یہ تھی کہ) آپؓ کے عقد میں حضور نبی اکرم (ﷺ) کی صاحبزادی تھی اور وہ اس وقت بیمار تھیں، آقا کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اے عثمان بے شک تیرے لیے ہر ا س آدمی کے برابر اجر اور اس کے برابر (مال غنیمت کا) حصہ ہے جو جنگ بدر میں شریک ہوا ہے"۔[13]

☆☆☆

[7] (سنن الترمذی، ج:5، ص:630)
[8] (سنن أبی داود، ج:3، ص:74)
[9] (سنن الترمذی، ج:5، ص:626)
[10] (سنن الترمذی، ج:5، ص:626)
[11] (صحیح البخاری، ج:5، ص:15)
[12] (مسند الامام أحمد بن حنبل، ج:30، ص:44)
[13] (صحیح البخاری، ج:4، ص:88)

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے دور میں اجتہاد

مفتی محمد منظور حسین
دربار سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ

اجتہاد کی لغوی تحقیق:

لغت میں اجتہاد کا مادہ اشتقاق ”جہد“ ہے جو کہ محنت اور کوشش کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔علامہ جرجانیؒ اپنی کتاب ”معجم التعریفات“ میں اجتہاد کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”بذل الوسع والمجهود فی طلب الامر“[1]

”اجتہاد کا لغوی معنی ہے کسی چیز کی تلاش میں اپنی پوری طاقت اور کوشش خرچ کردینا“۔

اسی طرح علامہ جرجانی اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”بذل المجهود فی طلب المقصود من جهة الاستدلال“[2]

”بطریق استدلال کسی مقصود کے حصول کیلئے اپنی پوری ہمت اور جہد خرچ کردینا“۔

اصطلاحی تحقیق:

علامہ زبیدی (رحمۃ اللہ علیہ) تاج العروس میں اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”الاجتهاد بذل الوسع فی طلب الامر المراد به رد القضية من طريق القياس الى الكتاب والسنة“[3]

”یعنی اجتہاد کہتے ہیں کسی چیز کی تلاش میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا اور اس سے مراد ہے کسی مسئلہ کو قیاس کے واسطہ سے کتاب و سنت کی طرف لوٹانا“۔

اجتہاد کی اصطلاحی تعریف:

علامہ جرجانی کے مطابق:

”استفراغ الفقيه الوسع ليحصل له ظن بحكم شرعی“[4]

”یعنی کسی فقیہ کا اپنی پوری کوشش کرکے کسی حکم شرعی سے استنباط کرتے ہوئے حکم ظنی تک پہنچنا“۔

قرآن و سنت سے اجتہاد کا ثبوت:

ارشادِ ربانی ہے:

”وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ إِلَّا قَلِيلًا“[5]

”اور جب اُن کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں اور اگر اس میں رسول (ﷺ) اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے وہ لوگ جو استنباط کرتے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے“۔

اس آیت مبارکہ میں اولو الامر سے مراد حاکم ہیں اور اکثر علماء کرام نے اس سے مراد مجتہدین عظام لئے ہیں۔اس

[1] الجرجانی، علی بن محمد السید الشریف، معجم التعریفات، (قاہرہ:دارالفضیلہ)، ص:12

[2] ایضاً

[3] السید محمد مرتضی بن محمد الحسینی الزبیدی، المتوفی 1205ھ، تاج العروس، جلد:4، باب الدال (بیروت:دارالکتب العلمیہ، ایڈیشن دوم، 1433ھ)، ص:305

[4] الجرجانی، علی بن محمد السید الشریف، معجم التعریفات، (قاہرہ:دارالفضیلہ) ص:12

[5] (النساء:83)

طرح آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس حکم کو یہ لوگ رسول اللہ (ﷺ) اور مجتہدین کی طرف لوٹا دیتے تو ان میں سے جو لوگ استنباط کرتے ہیں وہ اس کو جان لیتے- اس آیت مبارکہ سے استنباط مسائل کی اجازت ملتی ہے بلکہ یہاں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر مجتہدین حضرات ان کے لئے کسی حکم کو تلاش کریں تو یہ بھی شارع کی طرف سے جائز سمجھا جائے گا- اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ:

”فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ“[6]

”پس تم عبرت حاصل کرو اے بصیرت رکھنے والوں“-

علماء کرام کے مطابق یہ آیت قیاس و اجتہاد کے جواز کی دلیل ہے-

اسی طرح حدیث مبارکہ میں بھی ہمیں اجتہاد کا ثبوت ملتا ہے جیسا محدثین کرام نے اس حدیث مبارک کو روایت کیا کہ:

”جب آقا کریم (ﷺ) نے حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو آپ (ﷺ) نے حضرت معاذ بن جبل سے پوچھا کہ آپ مسائل و مقدمات میں کس طرح فیصلہ کریں گے؟ تو انہوں نے جواب دیا کتاب اللہ کے حکم کے مطابق- پھر آقا کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا اگر کتاب اللہ میں صراحت کے ساتھ اس کے حکم کا ذکر نہ ملے تو پھر کیسے فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی اللہ کے رسول (ﷺ) کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا- پھر حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ اگر سنت میں بھی صراحت کے ساتھ اس کا فیصلہ نہ ملے تو پھر کیسے فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی:

”أَجْتَهِدُ رَأْيِي لَا آلُو“

”میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور حقیقت تک پہنچنے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا“-

یہ جواب سن کر آپ (ﷺ) نے حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) کے سینے پر تھپکی دی اور فرمایا:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ﷺ) لِمَا يُرْضِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ)“[7]

”اللہ کا شکر ہے کہ جس نے رسول اللہ (ﷺ) کے نمائندہ کو یہ توفیق بخشی جو اللہ کے رسول کو خوش کرے“-

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شخصیت

بطور مجتہد:

امیر المومنین خلیفۃ الرسول کاتب الوحی وجامع القرآن ذو النورین حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی اولوالعزم و ہمہ جہت شخصیت تمام اوصاف و کمالات کا مجموعہ تھیں- آپ (رضی اللہ عنہ) کے مناقب و فضائل اس قدر واضح و جلی ہیں کہ تمام مستند محدثین، آئمہ سیر، آئمہ تواریخ اور مفسرین نے اپنی اپنی کتب میں آپ (رضی اللہ عنہ) کی سیرت و کردار کے بارے میں مستقل ابواب باندھے ہیں جو کہ آپ (رضی اللہ عنہ) کی امتیازی شخصیت اور شرف و کمال کی واضح علامت ہے- آپ کی گراں مایہ ہستی کے کئی روشن پہلوؤں میں سے ایک اہم اور قابل قدر پہلو یہ تھا کہ آپ علمی اور فقہی مسائل و معاملات میں قرآن و سنت سے بطریق تدبرو تفکر اجتہاد کر کے رائے قائم کرنے کا کمال ملکہ رکھتے تھے- جیسا کہ تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ (رضی اللہ عنہ) نے اپنے دور خلافت میں مختلف علاقوں کی طرف اسلامی لشکروں کو روانہ کیا جس کے نتیجے میں فتوحات کا سلسلہ وسیع ہو گیا اور دن بہ دن خلیفۃ المسلمین کی مصروفیات میں اضافہ ہوتا گیا لیکن تاریخی حوالہ جات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ (رضی اللہ عنہ) جس طرح جماعتِ صحابہ کرام میں ایک نمایاں، پُر وقار، پر اثر، شجاع، سخی، کامیاب تاجر، قوی الرائے اور بے مثال منتظم تھے اسی طرح آپ جماعتِ صحابہ کرام میں بلند پایہ و نمایاں فقیہ و مجتہد بھی تھے- آپ کے فقہی اجتہادات کا دائرہ کار عبادات، معاملات، قضاۃ اور دیگر شعبہ ہائے حیات کو شامل تھا- حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کا دور خلافت مستند روایت کے مطابق 12 سال کے عرصہ پر محیط تھا- اسی دورانیہ میں آپ (رضی اللہ عنہ)

[6] الحشر: 2

[7] سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ

نے مختلف اجتہادات و تفردات فرمائے جن میں یہ قابل ذکر ہیں:

- قرآن کریم کی جمع و تدوین اور امت کو ایک قرأت پر متفق کرنا
- مسجد حرام کی توسیع
- بیت المال سے مسجد نبوی (ﷺ) کی تعمیر نو
- نمازِ جمعہ کی ایک اذان کا اضافہ
- منیٰ میں نمازِ قصر کا مسئلہ
- حج تمتع کی ممانعت
- دوران احرام نکاح کی ممانعت

خوفِ طوالت کی وجہ سے ان میں سے چند کی مختصر وضاحت قارئین کی نظر کرتے ہیں:

قرآن کریم کی جمع و تدوین اور امت کو ایک قرات پر متفق کرنا:

سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے جملہ اجتہادات میں سے سر فہرست اور عظیم اجتہاد یہ تھا کہ آپ (رضی اللہ عنہ) نے حفاظتِ قرآن کریم کے تناظر میں حالات و واقعات کا بر وقت ادراک کرتے ہوئے ایک اہم پیش رفت کی جب مختلف قبائل نے قرآن پاک کو الگ الگ لہجوں میں پڑھنا شروع کر دیا اور اختلافِ قرأت کے مسائل پیدا ہونے لگے تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے امت مسلمہ کو ایک قرأت پر متفق کیا جو بلاشبہ امت مسلمہ پر آپؓ کا احسانِ لازوال ہے- امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے "صحیح بخاری، کتاب فضائل قرآن" میں حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت فرمایا:

"حضرت حذیفہ بن یمان (رضی اللہ عنہ) امیر المومنین حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے پاس حاضر ہوئے اس وقت آپ آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے سلسلے میں شام کے غازیوں کیلئے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے، تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں- حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) قرآن کریم کی قرأت کے اختلاف کی وجہ سے کافی پریشان تھے- آپ نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ اے امیر المومنین اس سے پہلے کہ یہ امت مسلمہ بھی یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے آپ اس کی خبر لیجئے- چنانچہ حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر (رضی اللہ عنہا) کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ صحیفے (جنہیں حضرت زید نے حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے حکم سے جمع کئے تھے جن پر مکمل قرآن مجید لکھا ہوا تھا) ہمیں دے دیں تاکہ

ہم انہیں مصحفوں (کتابی شکل میں) نقل کروالیں پھر اصل ہم آپ کو لوٹا دیں گے- ام المؤمنین حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے وہ صحیفے بھیج دیئے- حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے حضرت زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعد بن العاص، عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام (رضی اللہ عنہم) کو حکم دیا کہ وہ اس اصل صحیفہ کو مصحفوں میں نقل کرلیں- آپ (رضی اللہ عنہ) نے اس جماعت کے تین قریشی صحابیوں سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کا قرآن مجید کے کسی لفظ کے سلسلے میں حضرت زید (رضی اللہ عنہ) سے اختلاف ہو تو اسے قریش ہی کی زبان کے مطابق لکھ لیں کیونکہ قرآن مجید قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا تھا- چنانچہ ان صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے ایسا ہی کیا اور جب تمام صحیفے مختلف نسخوں میں نقل کرلیے گئے تو حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اصل صحیفہ ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر (رضی اللہ عنہا) کو واپس لوٹا دیا اور اپنی سلطنت کے ہر علاقہ میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھجوا دیا اور حکم دیا کہ اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہے خواہ وہ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو تو اسے جلا دیا جائے"-*

مسجد حرام کی توسیع:

دورِ نبوی (ﷺ) میں کعبۃ اللہ کے چاروں طرف ایک تنگ سا صحن تھا جس میں لوگ نماز پڑھتے تھے، خلیفۃ الرسول حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے دور خلافت میں مسجد حرام کی یہی صورتحال رہی لیکن حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے دور خلافت

*صحیح بخاری، کتاب فضائل قرآن

میں اسلامی فتوحات اور فوج در فوج لوگوں کے اسلام میں داخلے کے باعث اور حج کی ادائیگی کیلئے آنے والے حجاج کرام کیلئے جب مسجد حرام تنگ پڑ گئی تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کعبہ سے قریب مکانات کو خرید کر منہدم کر دیا اور چاروں طرف ایک نیچی دیوار قائم کر دی اور ساتھ ہی رات میں روشنی کا اہتمام بھی فرمایا لیکن دوسری مرتبہ جب عہد عثمانیؓ میں مسجد حرام تنگی کا شکار ہو گئی تو حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے مسجد سے قریب مکانات کو خرید کر مسجد حرام میں شامل کرتے ہوئے چاروں طرف سے ایک نیچی دیوار قائم کر دی جو قد آدم سے متجاوز نہ تھی جیسا کہ اس سے قبل حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کیا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (م 310ھ) اپنی کتاب "تاریخ الطبری" میں سن 26ھ کے واقعات کے تحت رقمطراز ہیں کہ:

"قال الواقدی: فیها امر عثمان بتجدید انصاب الحرم و قال فیها زاد عثمان فی المسجد الحرام و وسعه۔۔۔"[9]

"امام واقدی فرماتے ہیں کہ سن 26ھ میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے حرم میں کعبہ کے ارد گرد کھڑے کئے گئے پتھروں کو نئے سرے سے بنانے کا حکم دیا۔ مزید فرماتے ہیں کہ اسی سال حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے مسجد حرام میں توسیع کے حوالے سے حکم جاری فرمایا"۔

بیت المال سے مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعمیر نو:

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) جب مسند خلافت پر جلوہ فرما ہوئے تو چونکہ فتوحات کی کثرت اور مدینہ منورہ کی آبادی میں غیر معمولی اضافہ کے باعث مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نماز جمعہ و عیدین کی ادائیگی میں جگہ کی شدید تنگی کا سامنا تھا اس لئے اہل مدینہ نے آپ (رضی اللہ عنہ) سے مطالبہ کیا کہ مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توسیع کی جائے اس سلسلہ میں آپ نے تمام اکابر اصحاب حل و عقود سے مشاورت کے بعد مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمارت کو از سر نو تعمیر کرنے کا حکم جاری فرمایا۔ جیسا کہ امام ابن جریر طبریؒ اس کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

"امام طبریؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے 29 سن ہجری میں مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں توسیع کرائی، آپ نے ربیع الاول کے ماہ میں اس کی بناء شروع کی، وادی سے تعمیراتی سامان اونٹوں پر لاد کر مسجد پاک کے قریب اتارا جاتا، آپ (رضی اللہ عنہ) نے مسجد مبارک کو منقش پتھروں سے تعمیر کروایا اور مسجد پاک کے ستونوں کو ایسے پتھروں سے تیار کروایا جس میں سیسہ بھرا گیا اور مسجد پاک کی چھت کو ساگوان کی لکڑی سے بنوایا، آپ نے مسجد پاک کی لمبائی 108 گز اور چوڑائی 150 گز تیار کروائی اور مسجد پاک کے دروازے اتنے ہی رکھے جتنے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں تھے یعنی 6 دروازے ہی رکھے"۔[10]

نماز جمعہ کی ایک اذان کا اضافہ:

امام بخاریؒ "کتاب الجمعہ" میں روایت فرماتے ہیں کہ:

"عن ابن شهاب: ان السائب بن یزید اخبره: ان التاذین الثانی یوم الجمعة امر به عثمان حین کثر اهل المسجد، و کان التاذین یوم الجمعة حین یجلس الامام۔"

"حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ حضرت سائب بن یزید (رضی اللہ عنہ) نے انہیں خبر دی کہ جمعہ کے دن دوسری اذان کا حکم حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اس وقت دیا جب نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی اور جمعہ کے دن وہ پہلی اذان اس وقت دیتے تھے جب امام بیٹھ جاتا تھا"۔

اسی طرح سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ:

حضرت سائب بن یزید (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کے زمانے میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا، پھر جب حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی

[9] الطبری، ابی جعفر محمد بن جریر متوفی 310ھ، تاریخ الطبری (بیروت: دار الکتب العلمیه، ایڈیشن پنجم، 1433ھ)، ص: 595

[10] الطبری، ابی جعفر محمد بن جریر متوفی 310ھ، تاریخ الطبری (بیروت: دار الکتب العلمیه، ایڈیشن پنجم، 1433ھ)، ص: 606

خلافت میں لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے جمعہ کے دن تیسری اذان (یعنی اقامت کا حکم دیا) کا حکم دیا چنانچہ مقام زوراء پر اذان دی گئی پھر اسی طرح معاملہ جاری رہا-

خلاصۂ کلام:

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کا دور خلافت اسلامی تاریخ کا سنہرا باب تصور کیا جاتا ہے- آپؓ کا اجتہادی دائرہ کار تمام شعبہ ہائے حیات کو شامل تھا جن میں سے چند بنیادی اجتہادات کو درج بالا میں ذکر کیا گیا-اسی طرح آپ کی فقاہت اور اجتہادی صلاحیت کا اندازہ ان امور سے بھی بخوبی کیا جاسکتا ہے جو آپ کی ’’اولیات‘‘ کہلاتی ہے-جیسا کہ علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے اپنی کتاب ’’تاریخ الخلفاء‘‘ میں رقمطراز ہیں کہ:

> ’’سب سے پہلے آپ (رضی اللہ عنہ) نے جاگیریں مقرر کیں، چراگاہیں رکھنے کا دستور جاری کیا، تکبیر میں سب سے پہلے آپ نے اپنی آواز کو پست کیا، لوگوں سے سب سے پہلے آپ نے ہی مسجد کی لپائی کروائی، مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کی، آپ نے لوگوں کو از خود زکوۃ نکالنے کا حکم کیا-آپ نے ہی اولاً کوتوال مقرر کیا، مسجد میں مقصورہ (چھوٹا کمرہ یا مسجد میں امام کے کھڑا ہونے کی جگہ)، سب سے پہلے آپ نے ہی اپنے اہل و عیال کو لے کر ہجرت کی اور لوگوں کو ایک قرأت پر متفق کیا-اسی طرح آپ کے دور خلافت میں جب دنیاوی مال بہت بڑھ گیا تو پہلی بری بات یہ پیدا ہوئی کہ بے فکروں نے کبوتر بازی اور غلیل اندازی شروع کی اس لئے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اس کے روکنے کیلئے اپنی خلافت کے آٹھویں برس بنی لیث سے ایک شخص کو مقرر کیا جس نے کبوتروں کے پر کتر ڈالے اور غلیلیں توڑ دیں‘‘-[11]

آئمہ اصول کے مطابق اسلامی فقہ کا دار و مدار قیاس و اجتہاد پر ہے کیونکہ اسی کے ذریعے مجتہد نئے پیش آمدہ مسائل کا دلائل کے ساتھ حل تلاش کرتا ہے- لہٰذا مجتہد کیلئے ضروری ہے کہ اُسے اجتہاد کی تمام وجوہ و طُرق کا صحیح طور پر علم ہو اسی طرح مجتہد کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ تمام علوم قرآنیہ، سنت رسول (ﷺ)، اجماع صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور دیگر تمام شرعی (دینی ہوں یا دنیاوی) علوم میں مہارت تامہ رکھتا ہوں اور جیسا کہ شروع میں ذکر کیا گیا کہ مجتہد کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو نصوص کتاب و سنت سے شرعی احکام کو بطریق استدلال استنباط کرنے میں اپنی پوری ہمت، طاقت اور عقلی و فکری استعداد خرچ کردے-

آخر میں چند تجاویز پیش کرتے ہوئے اپنی گفتگو کا اختتام کرتا ہوں:

تجاویز:

آج کا معاشرہ سیاسی، معاشی اور معاشرتی طور پر مختلف قسم کے مسائل میں گھرا ہوا ہے-جن کی خلاصی اور ترقی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہم قرآن و سنت میں بتائے ہوئے اجتہاد کے طریقہ کار سے کام لیں- خصوصاً ایسے مسائل جن کے بارے میں قرآن و سنت میں کوئی واضح نصوص موجود نہیں- جیسا کہ جدید میڈیکل سائنس اور اسی طرح کے دیگر مختلف مسائل جن میں بذریعہ اجتہاد حل تلاش کرنے کی ضرورت ہے- یا وہ مسائل و معاملات جن کے بارے میں کتاب و سنت کی عبارات ایک سے زیادہ معانی کی متحمل ہیں اور ان کی تشریحات و توضیحات میں آئمہ کے اقوال مختلف ہیں-امت اور مملکت کے مفاد کے پیش نظر فقہاء عظام کسی ایک تشریح کو ترجیح دے سکتے ہیں یا کوئی ایسی جدید تعبیر و تشریح اختیار کرسکتے ہیں جن کی دور حاضر میں ضرورت ہو-اسی طرح وہ مسائل جن کا اسلامی فقہ میں کوئی ذکر نہیں جس طرح عہد حاضر کے جدید مسائل ان کے متعلق اجتہاد کے ذریعے قوانین وضع کئے جاسکتے ہیں-لیکن شرط یہ ہے کہ اجتہاد کے ذریعے وضع کئے جانے والے قوانین قرآن و سنت کی روح اور منشاء کے منافی نہ ہوں-ہر عہد کی طرح موجودہ دور میں بھی اجتہاد کی ضرورت موجود ہے اور اس سے کام لینا وقت کی ضرورت ہے اور اسی میں ہماری ترقی کا راز مضمر ہے-

☆☆☆

[11] السیوطی، امام جلال الدین عبد الرحمٰن، تاریخ الخلفاء، (لاہور: شبیر برادرز)، ص:239

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی سخاوت

محمد عمر مغنی

سخاوت کا مفہوم:

رزقِ حلال میں سے رضائے الٰہی کی خاطر غریبوں، ضرورت مندوں، مسکینوں اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا سخاوت ہے- سخاوت ایک ایسا شجرِ سایہ دار ہے جس کی چھاؤں دنیاو آخرت میں سخی کے لیے سکون وراحت کا سبب بنتی ہے- سخاوت کا متضاد بُخل ہے- بخیل ہونا ایسا ناسور ہے جس کی بدبو دارین میں بے چینی اور اضطراب کا باعث ہے- سخی کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (ﷺ) نے بہت پسند کیا ہے- جبکہ بخیل سے ناپسندیدگی اور کراہت کا اظہار کیا گیا ہے-

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

سخیاں ز اموالِ بر می خورند
بخیلاں غم و سیم و زر می خورند

”سخی اپنے مال کا پھل کھاتے ہیں جبکہ بخیل سونے چاندی کا غم کھاتے ہیں“-

سید دو جہاں خاتم النبیین ہادی انس و جاں (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے- اس کی ٹہنیاں زمین تک لٹکی ہوئی ہیں- جو اس میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے وہ ٹہنی اسے جنت میں کھینچ لیتی ہے“-[1]

سیدناعثمان غنیؓ سیدالاسخیاء بعد الانبیاء

جب بھی سخاوت کا ذکر آتا ہے تو بندہ مومن کی توجہ دامادِ رسول (ﷺ)، سراپا شرم و حیاء سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے- آپؓ کو اللہ کریم نے بہت زیادہ دنیاوی مال و زر سے نوازا تھا اور پھر رب کی نوازش یہ تھی کہ اپنا مال رازقِ حقیقی کی بارگاہ میں خرچ کرنے سے کبھی گریز نہ کرتے تھے- اس سلسلہ میں آپؓ کی کشادہ دلی اپنی مثال آپ ہے- جب بھی اسلام یا اہل اسلام کو مال کی ضرورت پڑی تو بابِ کرم سیدنا عثمانؓ کو ہمیشہ کھلا پایا- ذیل میں سیدنا عثمانِ غنیؓ کی سخاوت کے چند واقعات کا ذکر کرتے ہیں:

بئر رومہ کی خریداری:

جب فدایانِ اسلام مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو پینے کے میٹھے پانی کا فقدان تھا- مدینہ شریف سے چار کلومیٹر کی دوری پر ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک کنواں تھا- جسے بئر رومہ کہا جاتا ہے- یہ ایک یہودی کی ملکیت تھا، جو پانی بیچا کرتا تھا- ایک دن سید دوعالم، ساقی کوثر (ﷺ) نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کیلئے بئر رومہ خریدے گا اسے جنت میں اس سے بہتر انعام ملے گا“- حضرت عثمان غنیؓ نے بئر رومہ 35 ہزار درہم میں خریدا اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے آ کر عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) جس طرح آپ (ﷺ) نے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا ہے اگر میں وہ کنواں خریدوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا- حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: ”ہاں بالکل ملے گا“- حضرت عثمانؓ نے عرض کی میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا ہے-[2]

جیش العسرہ کی تیاری میں کردار:

جیش العسرہ (تنگ دستی میں مبتلا لشکر) سے مراد غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہونے والا لشکر ہے- وجہ تسمیہ یہ ہے کہ

---

[1] (احیاء العلوم، امام ابو حامد محمد الغزالیؒ، ص 371، مکتبہ دار اشاعت، کراچی)

[2] (المنتخب الطبرانی، جلد 5، ص 11، سلیمان بن احمد الطبرانی)

جن ایام میں اس لشکر نے پیش قدمی کی وہ مالی لحاظ سے تنگ دستی کے دن تھے۔ کھجوریں پکنے کا موسم تھا لیکن اس سے پہلے ہی لشکر کی روانگی کا حکم مل گیا کیونکہ اہل روم پوری تیاری کے ساتھ ہرقل شاہ روم کی قیادت میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے جسم کمزور تھے۔ سواریوں اور سامانِ جنگ کی کمی تھی۔ مگر ان کے جذبات دیدنی تھے۔ بقول اقبالؒ:

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

حضور نبی کریم (ﷺ) نے جیش العسرہ کی تیاری کے لیے مال پیش کرنے کی ترغیب دی تو حضرت عثمان غنیؓ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے، کجاوے اور پلان سمیت 100 اونٹ اپنے ذمہ لیتا ہوں۔

حضرت عبد الرحمٰن بن خباب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ ترغیب دی تو حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) پھر کھڑے ہوئے اور کہا میں دو سو اونٹ کجاوے اور پلان سمیت اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ سرکار دو عالم (ﷺ) نے تیسری مرتبہ انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی تو آپؓ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: میں اپنے ذمہ تین سو اونٹ کجاوے اور پلان سمیت لیتا ہوں"۔

راوی کہتے ہیں کہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر سے اتر رہے تھے اور خوشی سے اپنا ہاتھ لہرا کر فرما رہے تھے۔

"اگر عثمان (اتنا خرچ کرنے کے بعد) کوئی بھی (نفل) عمل نہ کرے تو ان کا کوئی نقصان نہ ہوگا"۔[3]

ترمذی شریف کی دوسری روایت حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ سے ہے:

"جب جیش العسرہ کی تیاری ہو رہی تھی تو حضرت عثمانؓ حضور نبی کریم (ﷺ) کے پاس ایک ہزار دینار لے کر آئے اور وہ آقا کریم (ﷺ) کی جھولی میں ڈال دیے۔ (راوی نے کہا) میں نے دیکھا حضور نبی کریم (ﷺ) ان دیناروں کو اپنے ہاتھوں میں اُلٹ پلٹ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے آج کے بعد عثمانؓ کو اس کا کوئی عمل نقصان نہیں دے گا۔ یہ دو مرتبہ فرمایا"۔[4]

حرم کعبہ کی توسیع:

جوں جوں اسلام پھیل رہا تھا اور اہل اسلام کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ حرم کعبہ کی توسیع کرنا ضروری تھا۔ 26ھ میں حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے اپنے مال سے مسجد حرام کے قریبی مکانات کو خرید کر مسجد حرام میں شامل کیا۔ اس طرح مسجد حرام کی توسیع کی۔ اسی سال عجم کا مشہور قلعہ سابور فتح کیا۔[5]

مسجد نبوی (ﷺ) کی وسعت میں حصہ:

حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ کو مسجدِ نبوی (ﷺ) سے گہری محبت تھی۔ جب بھی اس کی توسیع کا موقع آیا آپؓ نے دل کھول کر مال پیش کیا۔ اس کا اظہار آپؓ نے بلوائیوں کے محاصرہ کے دوران صحابہ کرامؓ کو گواہ بناتے ہوئے کیا:

"میں اس شخص سے خدا کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں جس نے رسول اللہ (ﷺ) سے یہ سنا ہو، آپ (ﷺ) فرماتے تھے کون ہے؟ بعوض جنت میں ایک گھر کے، اس مسجد میں کچھ اضافہ کر دے۔ پس میں نے اپنے مال سے زمین خریدی اور (مسجد میں اضافہ کر دیا)۔ اس پر لوگ تائید میں بول اٹھے"۔[6]

علاوہ ازیں 29ھ میں بڑے اہتمام کے ساتھ مسجدِ نبوی (ﷺ) میں توسیع کروائی۔ عمارت کے لیے چونا اور پتھر بطن

[3](ترمذی، جلد 2، ص 289، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

[4](ایضاً)

[5](تاریخ الخلفاء، ص 139، جلال الدین سیوطی عبد الرحمٰن بن ابی بکر، زاویہ پبلیشرز)

[6](ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، کراچی)

نخل سے منگوایا- ستونوں کو سیسے سے مضبوط کیا- آپؓ نے سابقہ لمبائی میں 20 گز اور چوڑائی میں 30 گز کا اضافہ کیا-[7]

خاندانِ رسول (ﷺ) پر خرچ:

حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کو آپ (ﷺ) کے ساتھ والہانہ وابستگی تھی- آپ (ﷺ) کی رضا جوئی کے لیے کُل کائنات نثار کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے- ایک مرتبہ آقائے دوجہاں (ﷺ) کی دعوت کا اہتمام کیا- راستے میں حضور نبی کریم (ﷺ) کے قدم مبارک گنتے جا رہے تھے- آپ (ﷺ) کے پوچھنے پر عرض کیا؛ یارسول اللہ (ﷺ) جتنے قدم آپ میرے گھر تک چل کر تشریف لائے ہیں- میں اتنے غلام آزاد کروں گا- آپؓ فخر الفقراء کے فقرِ اختیاری اور زاہدانہ زندگی دیکھ کر بے قرار ہو جاتے- جب موقع ملتا محسن انسانیت (ﷺ) کی خدمت میں تحائف پیش کرتے"-[8]

قیمتی حلہ اور ہزار درہم کی سخاوت:

ابنِ سعید یربوع مخزومی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے:

"میں مسجد میں گیا ایک شیخ (حضرت عثمانؓ) حسن الوجہ لیٹے ہوئے تھے- ان کے سر کے نیچے اینٹ یا اینٹ کا ٹکڑا تھا- میں کھڑے کا کھڑا رہ گیا- ان کی طرف دیکھتا تھا اور ان کے حسن و جمال سے متعجب و حیران ہوتا تھا- انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا: اے لڑکے! تم کون ہو؟ میں نے انہیں اپنے متعلق بتایا- آپؓ کے قریب ایک لڑکا سو رہا تھا- اسے بلایا اور کچھ حکم دیا- مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ! وہ لڑکا ایک قیمتی حلہ (جوڑا) اور 1 ہزار درہم لیکر واپس آیا- آپؓ نے مجھے وہ حلہ پہنا دیا اور ہزار درہم اس جوڑے کی جیب میں ڈال دیا- میں اپنے والد کے پاس آیا اور اسے خبر دی انہوں نے پوچھا کہ تیرے ساتھ یہ حسن سلوک اور جود و کرم کس نے کیا؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا- میں تو اتنا جانتا ہوں وہ مسجد میں سو رہے تھے اور میں نے ان سے زیادہ صاحب حُسن و جمال کبھی نہیں دیکھا- میرے والد نے کہا وہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں"-[9]

غلاموں کی آزادی:

غلام آزاد کرنا اسلام میں ایک بڑی عبادت اور عظیم کارِ ثواب ہے- حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) اس کا بھی بڑا اہتمام کرتے تھے- لہٰذا ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے- کسی جمعہ میں اگر ایسا نہیں کر سکتے تھے تو اگلے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے تھے- جب مفسدین نے آپ کے مکان کا گھیراؤ کیا تو آپؓ کے وفادار غلاموں کی ایک جماعت نے بلوائیوں سے جنگ کرنے کی اجازت چاہی- آپؓ نے حرمِ نبوی (ﷺ) کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی کو اجازت نہ دی- بلکہ فرمایا: جو ہتھیار نہیں چلائے گا اسے آزاد کروں گا-[10]

اہل و عیال پر خرچ:

اپنے اہل و عیال پر رزق حلال میں سے خرچ کرنا اور ان کے ساتھ بھلائی کرنا اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو بہت پسند ہے- ارشادِ نبوی (ﷺ) ہے:

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کیلئے تم سب سے اچھا ہوں"-

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) عام طور پر اپنی بیویوں کو استطاعت کے مطابق عمدہ اور خوبصورت لباس پہناتے- حضرت عثمان غنیؓ بھی اس کا خاص خیال رکھتے تھے- چنانچہ ایک مرتبہ آپؓ نے ایک ریشمی چادر 200 درہم میں خریدی اور فرمایا: یہ نائلہ (آپؓ کی بیوی) کیلیے ہے- وہ اسے اوڑھے گی تو میں خوش ہوں گا-[11]

حصول جنت کے لیے باغ کا صدقہ:

حضرت عثمانِ غنیؓ نے کئی مرتبہ اپنے مال کو راہِ خدا میں خرچ کر کے جنت حاصل کی- آپؓ حصول جنت کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے-

[7](تاریخ اسلام، پروفیسر محمد عبد اللہ ملک، قریشی برادرز پبلیشرز، لاہور)

[8](تاریخ اسلام، پروفیسر محمد عبد اللہ ملک، لاہور)

[9](المعجم الکبیر، ص 271، ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، مصر)

[10](مراۃ المناجیح، جلد 8، ص 395، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ، گجرات)

[11](طبقات ابن سعد، جلد 3، ص 40، کراچی)

علامہ اسماعیل حقیؒ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں:

"مدینہ منورہ میں ایک منافق رہتا تھا-اس کا درخت ایک انصاری پڑوسی کے مکان پر جھکا ہوا تھا-جس کا پھل ان کے مکان میں گرتا تھا-انصاری نے سرکار اقدس (ﷺ) سے اس کا ذکر کیا-اس وقت تک منافق کا نفاق لوگوں پر ظاہر نہیں ہوا تھا-حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: کہ تم درخت انصاری کو دے دو-اس کے بدلے تمہیں جنت کا درخت ملے گا-مگر منافق نے انصاری کو درخت دینے سے انکار کر دیا-جب اس واقعہ کی خبر حضرت عثمانؓ کو ہوئی کہ منافق نے حضور نبی کریم (ﷺ) کے فرمان کو منظور نہیں کیا تو آپؓ نے پورا ایک باغ دے کر اس سے درخت کو خرید لیا اور انصاری کو دے دیا"-

اس پر حضرت عثمان کی تعریف اور منافق کی برائی میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

"جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت حاصل کرے گا اور بے خوف بد بخت اس سے کترائے گا-جو بڑی تیز آگ میں داخل ہوگا"-

اس آیت کریمہ میں "من یخشیٰ" سے مراد حضرت عثمان غنی اور "اشقیٰ" سے مراد حکم رسالت (ﷺ) کے باوجود درخت دینے سے انکار کرنے والا منافق ہے-[12]

غلہ کے چالیس اُونٹ:

"اطعام الطعام" (لوگوں کو کھانا فراہم کرنا) اسلام میں بہت پسندیدہ عمل ہے، احادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے-حضرت عثمان غنیؓ کی زندگی میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں-جب آپؓ نے غربا کی خدمت کو مالی منفعت پر ترجیح دی-حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں سخت قحط پڑا-انہی دنوں اُونٹوں کا قافلہ (جو 40 اُونٹوں پر مشتمل تھا) حضرت عثمان غنیؓ کا غلہ لے کر باہر سے آیا-امیر المومنین حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے معمولی قیمت پر غربا کیلیے خریدنا چاہا لیکن حضرت عثمان غنی نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا-مدینہ کے تاجروں کے کئی گنا نفع کی پیش کش کی لیکن آپؓ نے وہ بھی ٹھکرا دی اور فرمایا: میں کم از کم دس گنا منافع لینا چاہتا ہوں-جب قافلہ مدینہ پہنچا تو اعلان فرمایا جس کو غلہ کی ضرورت ہو آکر مفت لے جائے-پھر جب حضرت عمر فاروقؓ سے ملے تو کہنے لگے آپؓ اور تاجر مجھے غلے کی بہت تھوڑی قیمت دے رہے تھے مگر میں نے اپنا غلہ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ قیمت پر بیچا ہے"-[13]

خلاصۂ کلام:

سیدنا حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے اپنے وصفِ سخاوت سے متعدد مرتبہ جنت خریدی-آپؓ کیلیے قرآن مجید کی کئی آیات کا نزول اور احادیث طیبہ کا ورود، سخاوت کے ثمرات کا منہ بولتا ثبوت ہے-لہٰذا ہم سب کو چاہیے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی کے لیے اپنا مال نیک کاموں میں خرچ کریں-غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مندوں کے لیے سخاوت کے دروازے کھولیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کے مستحق بن سکیں-حدیث مبارک ہے:

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے"-[14]

صد سلاموں کے ساتھ اختتام اس شعر پر کرتا ہوں:

ضرورت جب پڑی دین متین کو مال و دولت کی
بہایا حضرت عثمان نے اک دریا سخاوت کا

☆☆☆

[12] (تفسیر روح البیان، جلد 10، ص 408، علامہ اسماعیل حقیؒ، الحکمۃ ٹرسٹ یو-کے)

[13] (تاریخ اسلام، ص 358، پروفیسر محمد عبد اللہ ملک)

[14] (مسند الفردوس، جلد 4، ص 217، ابو نصر----، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سیدنا حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کو ادبیات فارسی میں خراج تحسین

محمد عظیم

بلاشک وشبہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کی مثل کائناتِ خداوندی میں نہ کوئی ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ہو گا- اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (ﷺ) کی ذات بابرکات کو ایسا کامل و مکمل بنایا ہے کہ آپ (ﷺ) کی صحبت و تربیت میں رہنے والے زمانے کے پیشوا و امام بن گئے- حضور نبی کریم (ﷺ) کے بعد اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین نے لازوال کردار ادا کیا اور اپنی سیرت و عمل سے انسانیت کیلئے رہنمائی کے ان گنت نقش چھوڑے ہیں- بالخصوص خلفاء راشدین جو ابتدائی ایام میں حلقہ اسلام میں داخل ہوئے دین اسلام کی حفاظت و تبلیغ و اشاعت کے لئے کسی بھی قسم کی جانی و مالی آل و اولاد کی قربانی سے دریغ نہ فرمایا تمام خلفاء راشدین کا اپنا اپنا مقام و مرتبہ ہے جو منفرد ہے- خلفائے راشدین کی بدولت نورِ اسلام جو مکہ و مدینہ سے روشن ہوا، دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے طول عرض میں پھیل گیا جس نے تاریکی و غفلت میں ڈوبے قلوب واذہان کو محبت ورحمتِ مصطفوی (ﷺ) سے منور و معطر فرمادیا- الغرض! خلفائے راشدین کا عہد اسلامی تاریخ کا سنہرا ترین باب ہے-

مسلمان مفکرین، محدثین، محققین، علماء و صوفیاء کرام اور مختلف زبانوں کے شعراء نے اپنے اپنے انداز میں جہاں حضور رسالت مآب (ﷺ) کی بارگاہِ قدسیہ میں محبت و عقیدت کا نذرانہ پیش کیا، اہلِ بیت اطہار (رضی اللہ عنھم) کی مدح سرائی کی، وہیں صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) کی سیرت و مناقب کو بھی بطریق احسن بیان کیا ہے- اس ضمن میں فارسی زبان و ادبیات کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ بزرگان دین نے فارسی زبان میں بڑی نایاب تفاسیر، فقہی، ادبی، تاریخی، علمی اور عرفانی کتب مرتب کیں- دنیائے اسلام میں فارسی زبان کو اسلامی افکار کا بہترین مرکز تسلیم کیا جاسکتا ہے اس کی تمدنی روایات صدیوں پرانی ہیں- فارسی / دری ادب روحانی تصورات اور تعلیمات کے سبب، اخلاقی اور انسانی اقدار کے تحفظ وفروغ کا ذریعہ ہے-

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے اوصافِ حمیدہ اور درخشاں عہد خلافت:

ابو عبداللہ عثمان بن عفان اموی قریشی (رضی اللہ عنہ) (47 ق ھ-35ھ / 576ء-656ء) آپ بے شمار اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے جن میں سے شرم وحیا اور سخاوت آپ کا وصفِ خاص ہے- حضور نبی کریم (ﷺ) کا ارشاد مبارک ہے:

”عثمان (رضی اللہ عنہ) کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں“-[1]

آپ (رضی اللہ عنہ) کاتب وحی ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ قرآن اور آیاتِ قرآنی کے شان نزول سے خوب واقف تھے- بطور تاجر دیانت و امانت آپ کا طرۂ امتیاز تھا- نرم خو اور فکرِ آخرت ہر دم پیش نظر رکھتے تھے- رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ ”جنت میں ہر نبی کا ساتھی و رفیق ہوتا ہے میرا ساتھی ”عثمان (رضی اللہ عنہ)“ ہو گا“-[2]

آپ کے عہد درخشاں خلافت میں مسجد حرام اور مسجد نبوی (ﷺ) کی توسیع ہوئی، قفقاز، خراسان، کرمان، سیستان،

[1](مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:6069)

[2](سنن ترمذی، رقم الحدیث:3698)

افریقہ اور قبرص فتح ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔ نیز آپ نے اسلامی ممالک کے ساحلوں کو بازنطینی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اولین مسلم بحری فوج بھی بنائی۔

فارسی ادب میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے مناقب:

فارسی ادب میں بے شمار مصنفین نے منظوم و منثور کتب کی ابتداء میں حمد باری تعالیٰ، نعتِ سرور کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے بعد خلفائے راشدین کے فضائل لکھے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں اسلام کے خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے فضائل کو عناوین کے اعتبار سے بیان کیا گیا ہے۔

فارسی ادب میں خلفائے راشدین کا تذکرہ:

تمام بڑے بڑے شعراء اور نثر نگاروں نے خلفاء راشدین کی ستائش میں کلام لکھا ہے۔ حکیم ابو القاسم فردوسی طوسی (940ء-1020ء) اپنی مشہور زمانہ تصنیف "شاہنامہ فردوسی" میں خلفائے راشدین کی ستائش میں فرماتے ہیں:

چه گفت آن خداوند تنزیل و وحی
خداوند امر و خداوند نهی
که خورشید بعد از رسولان مه
نتابید بر کس ز بوبکر به
عمر کرد اسلام را آشکار
بیاراست گیتی چو باغ بهار
پس از هر دو آن بود عثمان گزین
خداوند شرم و خداوند دین

"اس صاحب تنزیل و وحی اور صاحب امر و نہی (رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)) نے کیا فرمایا ہے؟ عظیم رسولوں کے بعد خورشید حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے بہتر کسی شخص پر نہیں چمکا۔ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے اسلام کو آشکار کیا اور دنیا کو باغ بہار کی طرح آراستہ کیا۔ ان دونوں کے بعد حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) منتخب ہوئے جو صاحب حیا و صاحب دین تھے"۔

اشرف الدین ابو محمد حسن بن محمد حسینی غزنوی (۵۳۵ق/1140ء-۵۶۵ق/1170ء) "دیوان اشعار" میں لکھتے ہیں:

صدق بوبکریت بر عدل عمر دارد همی
شرم عثمانیت سوی علم حیدر می کشد

"حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) پر صدق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) پر عدل تمام ہوا، شرم و حیا میں حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) اور علم میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کریم نے کمال حاصل کیا"۔

اوحد الدین محمد ابن محمد انوری (1126ء-1190ء) "دیوان اشعار" میں لکھتے ہیں:

به اعتقاد ابوبکر و صولت فاروق
به ترسکاری عثمان و حکمت حیدر

"حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اعتقاد اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) حشمت و رعب و ہیبت، حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) ترس و نرم دلی اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) حکمت کا اعلیٰ نمونہ تھے"۔

افضل الدین بدیل بن علی خاقانی شروانی، تخلص خاقانی (1126ء-1198ء) مثنوی "تحفۃ العراقین" میں لکھتے ہیں:

چهار یارش تا تاج اصفیا نشدند
نداشت ساعد دین یاره داشتن یارا

جب تک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چار یار تاج برگزیدگاں نہ ہو گئے، دین کی کلائی زیور دست بند رکھنے کی قوت و جرات نہ رکھتی تھی۔ (یعنی چار یارِ رسول کے باعث دین زیور سے مزین ہوا۔)

شاہزادہ بایزید شاہی، عثمانی (۱۵۲۶ء-۱۵۶۲ء) لکھتے ہیں:

"محب چار یار و آل و اصحاب محمد شو"

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چار یار اور اُن کی آل و اصحاب کے محب بن جاؤ"۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) (1039ھ 1629ء/ 1102ھ 1692ء) "عین الفقر اور محک الفقر کلاں" میں فرماتے ہیں:

صدیق صدق و عدل عمر و پُر حیا عثمان بود
گونی فقرش از پیغمبر شاہِ مردان می ربود

"صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) صاحب صدق ہوئے، حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) صاحب عدل ہوئے، حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) صاحبِ حیا ہوئے اور شاہِ مردان حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فقر کی بازی جیتی"۔

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی قرآن مجید سے محبت:

حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"افضلکم من تعلم القرآن وعلمه"

"تم میں سب سے افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"۔(بخاری)

اس حدیث مبارکہ کے راوی، حافظ قرآن، جامع قرآن، ناشر قرآن حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہیں قرآن مجید کا عملی نمونہ تھے، قرآن مجید سے عشق و محبت آپ کے لوں لوں میں سمایا ہوا تھا۔

حکیم ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی غزنوی (1080ء-1131ء) اپنی تصنیف "طریق التحقیق" میں لکھتے ہیں:

منبع جود و جامع قرآن
صدف دُر مکرمت عثمان
آنکه همت ورای کیوان داشت
جیب جان نور نقد قرآن داشت

"حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے اعزاز میں صدف (گوہر نایاب) وجود میں آیا، آپ قرآن مجید کا جامع ماخذ و منبع ہیں۔آپ وہ ہیں جس کی زحل ستارے سے آگے ہمت و کوشش تھی، جس کی جان کی نقدی نور قرآن تھی"۔

خاقانی شروانی (1126ء-1198ء) مثنوی "تحفۃ العراقین" میں لکھتے ہیں:

بر گنج بسی کنند قربان
قربان شو پیش گنج قرآن
عثمان که به احمد اقتدا کرد
نه بر سرِ گنج جان فدا کرد
گلگونه نمود خونِ عثمان
بر روی مخدراتِ قرآن
خود خونِ مطهر چنان کس
گلگونهٔ قدسیان سزد بس

"خزانے پر کئی چیزیں قربان کرتے ہیں، تم خزانہ قرآن کے آگے قربان ہو جاؤ۔حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے حضرت محمد (ﷺ) کی نہ صرف اقتدا کی بلکہ آپ نے گنج قرآن پر جان کو فدا کر دیا۔حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون نے قرآن کی پردہ نشینوں (آیتوں) کے چہرے پر سرخی مل دی۔ایسے کسی بزرگ شخص کا خون مطہر خود اس چیز کا لائق و سزاوار ہے کہ اُس کو فقط قدسیوں کا غازہ بنایا جائے"۔

ابو حمید ابن ابو بکر ابراہیم قلمی نام فرید الدین اور شیخ فرید الدین عطار کے نام سے مشہور ہیں (۵۴۰ - ۶۱۸ھ) تصنیف "خسرونامہ" میں لکھتے ہیں:

چو او مقبول قرآن و رسولست
ترا گر نیست مغزت بر فضولست
چنان آن گوهر پاکش صفا داشت
که در دریای قرآن آشنا داشت
دل پاکش چو جان پاک در باخت
بپاکی با کلام پاک در ساخت

"کیونکہ آپ (رضی اللہ عنہ) مقبول قرآن و مقبول رسول اللہ (ﷺ) ہیں، اگر تمہیں عقل و تمیز نہیں پھر تو فضول ہے۔اس پاک گوہر / جواہر کی پاکیزگی ایسی تھی، جو قرآن مجید کے سمندر سے مکمل آشنا تھے۔آپ کا پاک دل، پاک جان میں تھا، پاکیزگی کو پاک کلام (قرآن مجید) سے پروان چڑھایا"۔

شیخ فرید الدین عطار (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی کتاب "مصیبت نامہ" کے آغاز میں امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کی فضیلت میں لکھتے ہیں:

چون پیمبر عین ایمان خواندش
هم دم خود قاف قرآن خواندش
او بقرآن خواندن بنشسته بود
کشتی دریای قرآن بسته بود
لاجرم چون کرد بی سر دشمنش
کرد قرآن ختم آن سر بی تنش
چون بآخر برد قرآن تن بزد
دشمنان خویش را گردن بزد
عشق قرآن چون رگی با جانش داشت
هم رگ و هم تن همه قرآنش داشت
از رگش چندانکه دایم خون چکید
تا اجل در عشق قرآن خون دوید
لاجرم قران چو شاهد بر جمال
تا ابد آن قطره خونش کرد خال

"پیغمبر (ﷺ) نے آپ کو عین ایمان فرمایا ہے، آپ ہر سانس کے ساتھ قاف قرآن کو پڑھتے تھے۔ جب قرآن کی تلاوت کرنے بیٹھتے، تو قرآن مجید کے سمندر کی

کشتی میں بند ہو جاتے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کے دشمن نے جب بغیر کسی جرم کے شہید کر دیا، تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے سر تن سے جدا ہو کر بھی قرآن مجید کا ختم فرمایا۔ بالآخر آپ (رضی اللہ عنہ) نے قرآن مجید کو قبول کر لیا اور دشمنوں کو اپنی گردن پیش کر دی۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کی جان میں قرآن مجید سے عشق رگوں کی مانند تھا، آپ (رضی اللہ عنہ) کا جسم اور رگیں مکمل قرآن مجید تھیں۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کی رگوں سے خون مسلسل ٹپک رہا تھا، قرآن کی محبت میں خون آخر تک دوڑتا رہا۔ لا محالہ قرآن مجید آپ (رضی اللہ عنہ) کے جمال کا گواہ ہے، آپ (رضی اللہ عنہ) کے خون کے قطرے نے ابد تک کے لئے تل کی مانند نشان چھوڑا"۔

ذوالنورین:

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کا لقب ذوالنورین ہے، حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کسی شخص کے نکاح میں کسی بھی نبی (علیہ السلام) کی دو صاحبزادیاں نہیں رہیں اسی واسطے سے آپ (رضی اللہ عنہ) کا لقب ذوالنورین ہے۔

شیخ فرید الدین عطار (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تصنیف "مظہر العجائب" میں فرماتے ہیں:

چون خلیفه بود عثمان در جهان
خوانده ذوالنورین خلق او را عیان

"جب جہاں میں حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) خلیفہ تھے، مخلوق خدا آپ کو ذوالنورین کے لقب سے یاد فرماتی تھی"۔

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی ایک اور کتاب مصیبت نامہ میں فرماتے ہیں:

چون پسند خواجه کونین شد
در دو دامادیش ذی النورین شد
آن دو نورش چون دو چشم جان او
بل دو قطب عالم عرفان او
آن دو نورش چون دو کونش معتبر
پیش هر یک هر دو کونش مختصر

"کیونکہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آپ محبوب تھے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے داماد ذوالنورین بنے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وہ دو نور آپ کی آنکھیں اور جان ہیں، بلکہ اس ذات پاک کے عالم عرفان کے دو قطب ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وہ دو نور دو کونین سے بھی معتبر اور ہر ایک کے سامنے دو کونین بھی مختصر ہیں"۔

مولانا احمد رضا خان قادری (رحمۃ اللہ علیہ) (1856ء - 1921ء) اپنے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں لکھتے ہیں:

نور کی، سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حکیم ابو المجد مجدود بن آدم سنائی غزنوی (1080ء - 1131ء) اپنی تصنیف "طریق التحقیق" میں لکھتے ہیں:

دین شرف یافته و دنیا زین
از جمال وجود ذوالنورین

"دین کی عزت اور دنیا کی زینت ذوالنورین کے وجود کے جمال سے قائم ہے"۔

صاحب شرم وحیا:

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) شرم وحیا کا پیکر تھے، آپ (رضی اللہ عنہ) کی ذات گرامی شریف النفسی کی معراج پر فائز تھی، اسی طرح حیاء آپ (رضی اللہ عنہ) سے خاص ہوگئی۔

حکیم ابو المجد مجدود بن آدم سنائی غزنوی (1080ء - 1131ء) اپنی تصنیف طریق التحقیق میں لکھتے ہیں:

طلعتش بوده نور هر دیده
سرمهٔ شرم داشت در دیده

"ہر اس کی آنکھ کا نور آپ (رضی اللہ عنہ) کی ہی اطاعت کرتا ہے جو آنکھوں میں شرم وحیا کا سرمہ رکھتے ہیں"۔

شیخ فرید الدین عطار (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تصنیف مصیبت نامہ میں لکھتے ہیں:

بود دریای حیا و کوه حلم
جان پاکش غرقه دریای علم

"آپ (رضی اللہ عنہ) کی ذات حیا کا سمندر اور حلم کا پہاڑ تھی، آپ (رضی اللہ عنہ) کی پاک روح علم کے سمندر میں غوطہ زن تھی"۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) (1039ھ، 1629ء / 1102ھ، 1692ء) فرماتے ہیں:

"و از نظرِ حضرت عثمان (رضی الله عنه) در وجودِ او ادب و حیا پیدا شود و بی ادبی و بی حیائی از وجودِ او برخیزد"[3]

"حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی تاثیر نظر سے سالک کے وجود میں ادب و حیا پیدا ہو جاتی ہے اور بے ادبی و بے حیائی اُس کے وجود سے نکل جاتی ہے"-

سخاوت:

حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کا لقب غنی تھا- آپ (رضی اللہ عنہ) ہمہ تن دین اسلام کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہے اور اپنا مال و دولت مشکل ترین حالات میں ہمیشہ مسلمانوں کی ضروریات کے لئے خرچ کیا خصوصاً ٹھنڈے میٹھے پانی کے کنویں، غزوات میں اسلحہ، سواریاں اور غذا کا بندوبست اور مسجد نبوی کی توسیع کے لئے زمین کی خریداری میں آپ سب سے نمایاں تھے-

شیخ فرید الدین عطار (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تصنیف "مصیبت نامہ" میں لکھتے ہیں:

در سخا همتاش در عالم نبود
در وفای دین نظیرش هم نبود

"دنیا میں کوئی بھی سخاوت کا آپ کے ہم منصب نہ تھا، دین کی وفا/تکمیل میں آپ بے مثال تھے"-

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) "محک الفقر کلاں" میں فرماتے ہیں:

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ این است کہ شب و روز تصرف فی سبیل اللہ از دل و جان است چنانچہ دنیائ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) ہر کہ دنیا را جمع کند و بہ راہِ خدا ندہد ثانی شیطان بود-

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے لیکن آخرت کی کھیتی یہ تب بنتی ہے جب بندہ اسے دل و جان سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے جس طرح کہ حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) خرچ کیا کرتے تھے- جو آدمی دنیا جمع کرتا ہے اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتا وہ شیطان ثانی ہے"-

عظمتِ عثمان غنی (رضی اللہ عنہ):

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی عظمت و رفعت کا شمار نہیں کیا جا سکتا- آپ (رضی اللہ عنہ) کی زندگی کا ایک ایک پہلو نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے- آپ (رضی اللہ عنہ) عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں سے ایک ہیں- آپؓ کا شمار حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب شوریٰ میں بھی ہوتا ہے- اخلاقِ عالیہ و اوصافِ حمیدہ، عاداتِ شریفہ اور خصائل کریمہ آپ کا خاصہ ہیں-

حکیم ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی غزنوی (1080ء-1131ء) اپنی تصنیف طریق التحقیق میں لکھتے ہیں:

دلش از حرص و حقد خالی بود
فلکش اختر معالی بود

"آپ (رضی اللہ عنہ) کا دل حرص و کینہ و عناد سے پاک تھا، اور ستاروں بھرے آسمان کی مانند بلند تھا"-

شیخ فرید الدین عطار (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی مشہور زمانہ تصنیف "خسرو نامہ" میں لکھتے ہیں:

جهان معرفت دریای عرفان
امیر المؤمنین عثمان عفّان
حیا بحریست کورا پا و سر نیست
ولی دروی به جز عثمان گهر نیست

"معرفت کا جہاں اور تصوف و عرفان کا سمندر امیر المؤمنین عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہیں- حیا بحر بیکراں ہے جس کی نہ ابتداء ہے اور نہ ہی انتہا، مگر اس میں حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کوئی گوہر نہیں ہے"-

شیخ فرید الدین عطار (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تصنیف "مصیبت نامہ" میں لکھتے ہیں:

چون خلافت رونق از عثمان گرفت
شرق تا غرب جهان ایمان گرفت
از کمال فضل حق وز جهد او
شد جهان بر دین حق در عهد او

"حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) جب خلیفہ اسلام مقرر ہوئے، تو جہاں شرق تا غرب ایمان کی دولت سے سرفراز ہوا- اللہ تعالیٰ کے فضل کمال اور آپ (رضی اللہ عنہ) کے جہد و جہد سے آپ (رضی اللہ عنہ) کے عہد میں دینِ حق جہاں میں قائم ہو گیا"-

مولانا محمد جلال الدین رومی (رحمۃ اللہ علیہ) (1207ء-1273ء) مثنوی معنوی میں ایک "قصۂ آغاز خلافت عثمان (رضی الله عنه)"

[3] (کلید التوحید کلاں / کلید التوحید خورد / شمس العارفین)

و خطبۂ وی در بیان آنک ناصح فعال بہ فعل بہ از ناصح قوال بہ قول" نقل فرماتے ہیں:

قصهٔ عثمان که بر منبر برفت
چون خلافت یافت بشتابید تفت
منبر مهتر که سه پایه بدست
رفت بوبکر و دوم پایه نشست
بر سوم پایه عمر در دور خویش
از برای حرمت اسلام و کیش
دور عثمان آمد او بالای تخت
بر شد و بنشست آن محمود بخت
پس سؤالش کرد شخصی بو الفضول
که آن دو ننشستند بر جای رسول
پس تو چون جستی ازیشان برتری
چون برتبت تو ازیشان کمتری
گفت اگر پایهٔ سوم را بسپرم
وهم آید که مثال عمرم
بر دوم پایه شوم من جای‌جو
گویی بوبکرست و این هم مثل او
هست این بالا مقام مصطفی
وهم مثلی نیست با آن شه مرا

"حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کا قصہ کہ منبر پر پہنچے جب خلافت پائی تیزی سے عمل کیا۔ شہنشاہ مکرم حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منبر جو تین درجوں کا تھا حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اپنے دور خلافت میں اس کے دوسرے درجہ پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اپنے دور میں تیسرے درجہ پر اسلام اور مذہب کی حرمت کے لیے بیٹھے۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کا زمانہ آیا وہ تخت کے سب سے اوپر والے درجہ پر وہ خوش نصیب تشریف فرما ہوئے۔ ان سے ایک سادہ لوح شخص نے دریافت کیا کہ وہ دونوں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ تو آپ نے ان سے برتری کیوں چاہی؟ جبکہ آپ ان سے رتبہ میں کم ہیں (یعنی ان کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے) آپ نے فرمایا اگر میں تیسرے درجہ پر ٹھہروں شبہ ہو گا کہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) جیسا ہوں اور اگر میں دوسرے درجہ پر جگہ تلاش کروں لوگ مجھے کہیں گے کہ وہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) جیسا ہے یہ اونچا درجہ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ ہے میرے متعلق اس شہنشاہ جیسا ہونے کا وہم نہیں ہو سکتا۔

شہادت حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ):

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) (بروز جمعہ 18 ذی الحجہ، سنہ 35ھ، 656ء، عمر بیاسی سال) گھر میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے کہ آپ (رضی اللہ عنہ) کو شہید کر دیا گیا۔ جس نے بھی اس کو خبر کو سنا انگشت بدنداں رہ گیا، آپ (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبر عالم اسلام میں ایک بہت بڑی صدمہ تھی، آپ (رضی اللہ عنہ) کا مقبرہ جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔

حکیم ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی غزنوی (1080ء-1131ء) اپنے "دیوان اشعار" میں لکھتے ہیں:

گفتم: ای عثمان بنا گه کشتهٔ غوغا شدی
گفت: خلخال عروس عاشقان ز آدم بود

"میں نے عرض کی، اے عثمان (رضی اللہ عنہ) آپ (رضی اللہ عنہ) ہنگامہ آرائی میں شہید ہو گئے اور آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا تن، بدن عاشقوں کی دلہن کی پائل ہے"۔

خلاصہ کلام:

خلفائے راشدین کی سیرت کو اپنی زندگی کا عملی حصہ بنائیں اور ان کے اوصاف و کمالات کو اپناتے ہوئے بحیثیتِ فرد و قوم اپنی اپنی اصلاح کریں۔ کوشش کریں کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے صدق، حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) سے عدل، حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی پیروی کرتے ہوئے سخاوت و حیا اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے علم و فقر کا فیض حاصل کریں تاکہ ہمیں بھی خلفائے راشدین کے فیض سے دین محمدی (رضی اللہ عنہ) میں ثابت قدمی واستقامت اور فلاح دائمی نصیب ہو۔ آمین!

☆☆☆

(منقبت)

ہے جہاں بھر میں بہت شُہرتِ عثمانِ غنی

مستحسن رضا جامی

ہے جہاں بھر میں بہت شہرتِ عثمانِ غنی
یہ سعادت ہے کروں مدحتِ عثمانِ غنی

نُور دو سید ابرار (ﷺ) کی نسبت سے ملے
کتنی بے مثل ہے یہ رفعتِ عثمانِ غنی

دستِ عثماں کی جگہ دستِ پیمبر آیا
کیسی ممتاز ہوئی بیعتِ عثمانِ غنی

ہونے لگ جائیں گے ہر سمت حیا کے چرچے
صرف اک بار پڑھو سیرتِ عثمانِ غنی

خدمتِ دین میں تاریخ نہیں بھولے گی
ہے زمانے میں جدا نصرتِ عثمانِ غنی

ناگ لپٹیں گے جہنم میں لپک کر اس سے
جو زباں کرتی رہی غیبتِ عثمانِ غنی

میں بصد شوق کروں ناز نصیبوں پہ رضا
کاش مل جائے مجھے نسبتِ عثمانِ غنی

☆☆☆

(منقبت)

گوہرِ کانِ حیاء

ڈاکٹر عظمیٰ زریں ناز
جامعہ پنجاب لاہور

گوہرِ کانِ حیاء عثمان ذوالنورین ہیں
بادشاہِ اتقیا عثمان ذوالنورین ہیں

وہ خلیفہ تیسرے ہیں اور دامادِ نبی
وارثِ ہر دو ضیا عثمان ذوالنورین ہیں

دولتِ دنیا و دین و ہم وفا دارد و مہر
تاجدارِ اصفیا عثمان ذوالنورین ہیں

وہ جو ہنگامِ قرأت ہی شہادت پا گئے
وہ شہیدِ عالیا عثمان ذوالنورین ہیں

زیرِ فرمانِ نبی حبشہ کو ہجرت کر گئے
پیروِ صلِّ عَلا عثمان ذوالنورین ہیں

جو کبھی گردن چھڑائے اور کبھی آبِ حیات
وہ سخیٔ اسخیا عثمان ذوالنورین ہیں

وہ غنی ہیں وہ دھنی ہیں پیکرِ ایثار ہیں
افتخارِ اولیا عثمان ذوالنورین ہیں

جامعِ قرآں، محافظ ہیں کتابِ پاک کے
کاتبِ وحیِ خدا عثمان ذو النورین ہیں

عظمتِ دینِ مُبیں کی حُجت و برہان ہیں
اور دلیلِ کبریا عثمان ذوالنورین ہیں

غزوۃ العُسرا ہو یا کہ بیعتِ رضوان ہو
جانثارِ مصطفےٰ عثمان ذوالنورین ہیں

ہم کو زریں جس غنی کے زر نے زریں کر دیا
وہ غنیٔ اغنیاء عثمان ذوالنورین ہیں

☆☆☆

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

عشق اساں نوں لسیاں جاتا بیٹھا مار پتھلا ھو
وچ جگر دے سنھ چا لائیس کیتس کم اولا ھو
جاں اندر وڑ جھاتی پائی ڈٹھا یار اکلا ھو
باجھوں ملیاں مرشد کامل باھو ہوندی نہیں تسلا ھو

Ishq seen us vulnerable and sits within firmly within me Hoo
It burgled my heart and my task faces snag Hoo
When I glanced inside, beloved alone Hoo
Without unity with kamil murshid Bahoo could not attain comfort Hoo

Ishq asanoo'N lissya jata betha maar pathalla Hoo
Wich jigr day san'H cha layais kitus kam awalla Hoo
Ja'N andar wa'R jhaati pai 'Dittha yaar ikalla Hoo
Bajhoo'N milya'N murshid kamil Bahoo hondi nahin tasalla Hoo

Translated by: M. A. Khan

تشریح:

فقر اوّل آخر او شد تم ختم   کشتہ نفس و درد سوزش تتم

1- ’’فقر کی ابتدا و انتہا مجھ پر ختم ہو چکی ہے اور سوزِ عشق سے میرے وجود میں نفس جل کر راکھ ہو چکا ہے‘‘-(اسرار القادری)

بیت مبارک کے اس مصرع سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا جا رہا ہے کہ عشق نے مجھے کمزور جان کر قبضہ کر لیا ہے، لیکن حقیقت کی نظر سے دیکھیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ عشق و فقرِ محمدی (ﷺ) وجود میں آتے ہی تب ہیں جب وجود سے غیر اللہ ختم ہو جاتا ہے-اس لیے اللہ پاک جس پہ نظرِ رحمت فرماتا ہے اس کو جان و مال سے دست بردار فرما دیتا ہے جیساکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَ اَمْوَالَہُمْ- ’’بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں‘‘-(التوبہ:111)

عاشقِ صادق ہوتا ہی وہی ہے جو اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس میں سب کچھ پیش کر دیتا ہے-اس لیے سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ایسے طالب اللہ کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

’’صد آفرین ہے اُس مرد پر جو ان تمام چیزوں سے دست بردار ہو جاتا ہے-مرد وہ ہے جو حبِ دُنیا کی میخ مٹی میں گاڑھتا ہے نہ کہ دل میں‘‘-(محک الفقر کلاں)

2: ’’تصورِ حضور اور تصرفِ مغفور کا نور میرے ساتوں اندام میں اس طرح سما گیا ہے جس طرح کہ دودھ میں پانی-اگر میں نورِ حضور کو چھوڑوں بھی تو وہ مجھے نہیں چھوڑتا-اگر میں تجلیاتِ انوارِ دیدار کی سوزش و گرمی سے عاجز ہو کر ان سے گریز کروں اور ہوائے نفس کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کروں تو نورِ حضور مجھ پر غالب آ جاتا ہے اور وہ مجھے ایسا نہیں کرنے دیتا‘‘-(امیر الکونین)

عشق جب طالب اللہ کے وجود میں بسیرا کرتا ہے تو وہ تمام چیزوں سے دست بردار ہو جاتا ہے جیساکہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’عاشق جان فدا کر کے اپنے اختیارات سے دست بردار رہتا ہے‘‘(نور الھدیٰ)-جب عشقِ مصطفےٰ (ﷺ) طالب کے وجود میں سرایت کرتا ہے تو اس وقت بظاہر وجود تو طالب کا اپنا ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس کی اپنی چاہت و مرضی ختم ہو جاتی ہے، طالب اللہ کی اس عجیب کیفیت کو بیان کرتے ہوئے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’صبر کر صبر! کہ صبر کے سوا اور کوئی چارہ نہیں، اگر تُو تسلیم و رضا اختیار نہ کرے گا تو کیا کرے گا؟‘‘(۲) ’’جس کے گریبان پہ تیرے عشق نے پنجہ ڈالا، غمِ عشق نے اس کی روح و رگِ جان پکڑلی‘‘-(کلید التوحید کلاں)

3: ’’میرے وجود میں ناف سے سر تک انوارِ حق کی جلوہ آرائی ہے اس لئے میں جدھر بھی دیکھتا ہوں دیدارِ حق ہی پاتا ہوں‘‘(امیر الکونین)-طالب اللہ، جب مرشد کامل کے زیرِ نگرانی اسم اللہ ذات اور دیگر اذکار پہ عمل کرتا ہے تو اُسے اپنے اندر سے اپنے مالکِ حقیقی کے جلوے نظر آتے ہیں-جیساکہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

’’جب طالب اللہ تصور سے اسم اللہ ذات کا نقش دل پر جماتا ہے اور اسم اللہ ذات اس کے دل میں سکون و قرار پکڑ لیتا ہے اور باطن میں اسم اللہ ذات صحیح طور پر دکھائی دینے لگتا ہے تو اس کے دل میں نورِ معرفتِ الٰہی کی تجلیات کا ظہور اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ صبح صادق کے وقت نورِ آفتاب کا ظہور ہوتا ہے اور دل سے شب کا ذب نفسانی و شیطانی کی ظلمت و سیاہی و تاریکی مٹ جاتی ہے‘‘(شمس العارفین)-اس لیے آپ طالب اللہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ’’اپنے دل کو طلبِ الٰہی کے سوا ہر طلب سے پاک کر کے عشق و وحدتِ حق کے نُور سے روشن کر لے-(جب تُو ایسا کرے گا تو) اے جانِ من! تیرا تن مر جائے گا لیکن دل زندہ ہو جائے گا اور تُو سراپا تجلی بن جائے گا‘‘-(عین الفقر)

4: ’’جس شخص کا مرشد نہیں وہ ہوائے نفس کا قیدی ہے-مرشد حضور نبی رحمت (ﷺ) کی بارگاہ میں پہنچاتا ہے‘‘-(کلید التوحید کلاں)

مزید ارشاد فرمایا: ’’کسی مرد کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دے تاکہ تُو بھی مرد ہو جائے کہ مردوں کے سوا رہبری کسی اور کے بس کی بات نہیں‘‘-(عین الفقر)

ایک اور مقام پہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) مرشد کامل کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

’’مردِ مرشد طالب اللہ کے لئے مراد بخش ہوتا ہے اور اُسے محبتِ الٰہی عطا کرتا ہے-نگاہِ مرشد سے طالب اللہ کے وجود میں ایسا نور بھرتا ہے کہ اُس کی تاثیر سے ماسویٰ اللہ ہر خواہش اُس کے وجود سے نکل جاتی ہے اور باطن میں یک دم مشاہدۂ حقیقی اور لذتِ تحقیقی اُس پر کھل جاتی ہے، اُس کے سامنے سے حجاب اُٹھ جاتا ہے اور اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا اور اُسے دائمی استغراق حاصل ہو جاتا ہے-یہ ہے مرشد کامل کی نگاہِ کمال‘‘-(مجالسۃ النبی (ﷺ) خورد)

اس لیے ہر مسلمان بالخصوص ہر طالب سالک کو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ اس راہ میں تمام مراحل مرشد کامل کی نگرانی کے بغیر نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہیں-اس لیے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) طالب اللہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

’’طالب! باطن کی راہ میں خدا اور اُس کے رسول (ﷺ) کی مدد اور مرشد کامل کی رفاقت حاصل کر کے دین میں قوی ہو جا ورنہ شیطان بہت قوی ہے‘‘-(محک الفقر کلاں)

ابوبکر عمر عثمان علی

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي دِينِ اللهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

میری اُمت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں اور اللہ کے دین کے کام میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سچی حیا والے عثمانؓ ہیں اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

(سُنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:154)